SPECIMEN

معاشرتی عُلوم

ضلع نواب شاہ

تیسری جماعت کے لیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ

معاشرتی عُلوم

ضلع نواب شاہ

تیسری جماعت کے لیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو سندھ

ناشر

سندھ آفسٹ پرنٹرز اینڈ پبلشرز

۶۲- بابائے اُردو روڈ۔ کراچی

تیار کردہ سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ ، جام شورو
منظور شدہ محکمۂ تعلیم حکومتِ سندھ بطور واحد درسی کتاب
برائے مدارس ضلع نواب شاہ ، صوبہ سندھ

مُصنّفین

سکھیو خان چنہ
بصر الدین
ڈاکٹر غلام قادر سومرو

نظرِ ثانی
ڈاکٹر غلام قادر سومرو

مطبوعہ : سندھ آفسٹ پرنٹرز ۔ کراچی

فہرست مضامین

نقشہ پاکستان
انتظامی
صوبائی حدود
علامات
دریا
ملکی حدود
دارالحکومت
صوبہ کا صدر مقام
صوبہ سندھ
صوبہ پنجاب
صوبہ سرحد
صوبہ بلوچستان
کشمیر
چین
افغانستان
ایران
بھارت
صوبہ سرحد
پشاور
اسلام آباد
صوبہ پنجاب
لاہور
دریائے راوی
دریائے چناب
دریائے ستلج
صوبہ بلوچستان
کوئٹہ
صوبہ سندھ
کراچی
بحیرۂ عرب
شمال
جنوب
مشرق
مغرب

پہلا باب
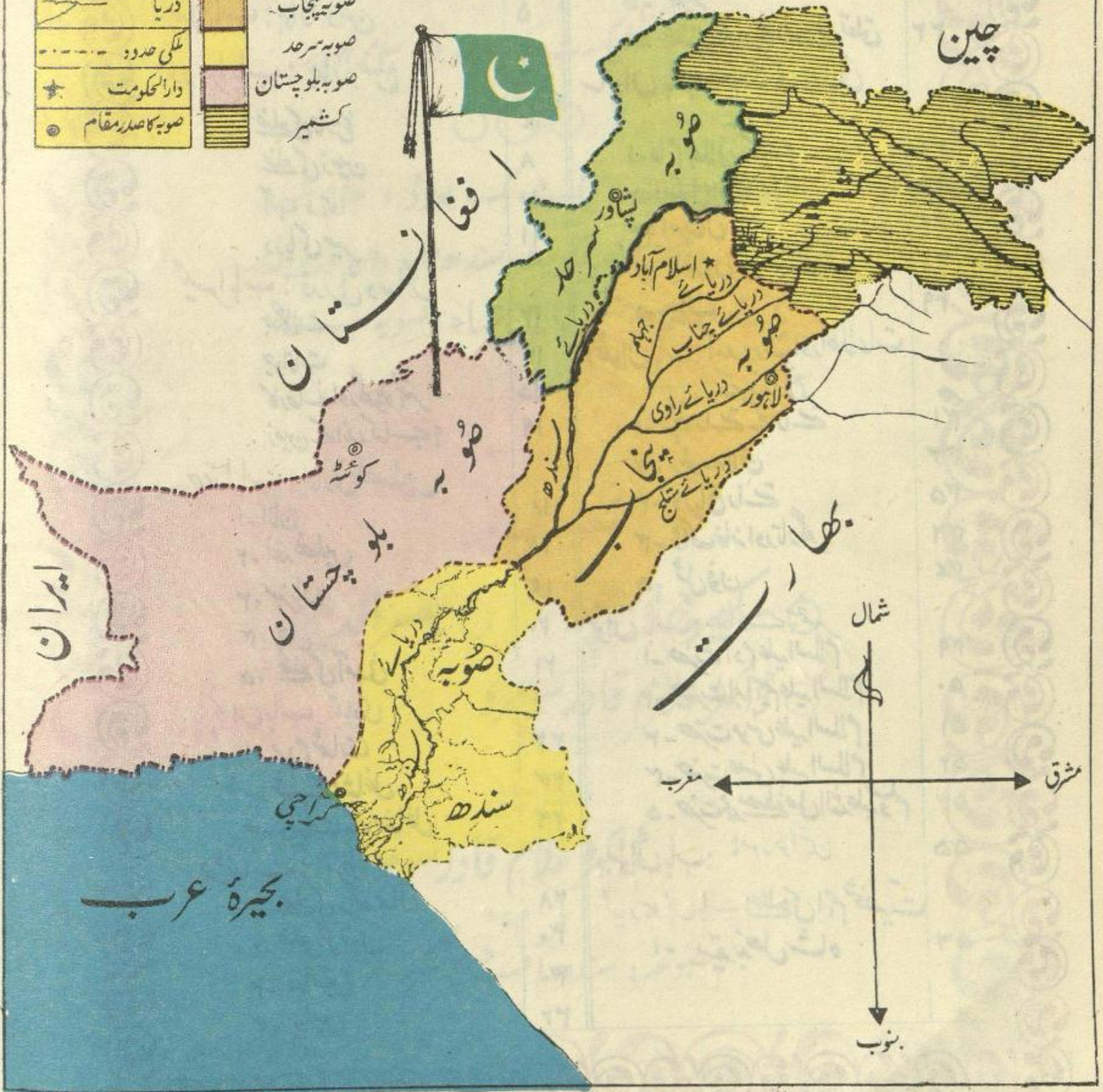
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا وطن

ہمارا پیارا وطن پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو قائم ہوا۔ ہمارے وطن کے بانی قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ تھے۔

ہمارا وطن سر سبز و شاداب ہے۔ اِس کے دریا اور وادیاں خوب صورت اور دِلکش ہیں۔ ہمارے وطن کے لوگ محنتی اور جفاکش ہیں۔ غلّہ اُگانا، کارخانوں میں کام کرنا، علم حاصِل کرنا اور محنت کرنا ہمارے مشاغل ہیں۔
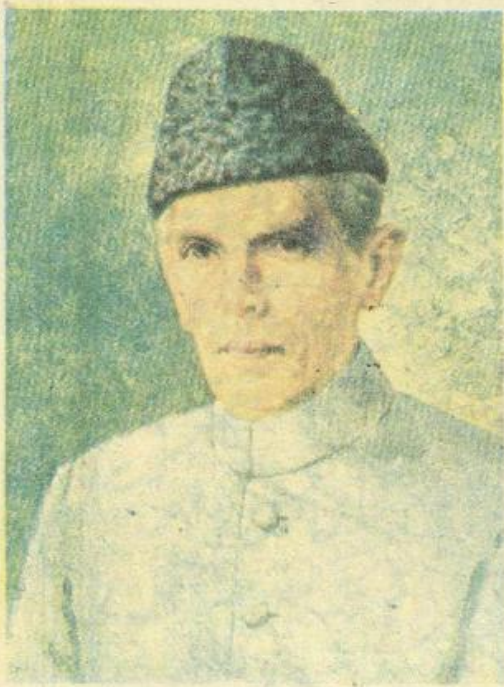
ہمارے پیارے وطن پاکستان کے چار صوبے ہیں،
(۱) سندھ (۲) پنجاب (۳) سرحد اور (۴) بلوچستان۔

ہر صوبہ انتظامی لحاظ سے ڈویژنوں، ضلعوں، سب ڈویژنوں اور تحصیلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہمارا ضلع سکھر ڈویژن میں ہے۔

ہمارے پیارے وطن پاکستان کے بیچ سے دریائے سندھ بہتا ہے۔ اس دریا کے پانی سے ہمارا پورا مُلک سر سبز و شاداب ہے۔

ہم سب کا فرض ہے کہ عِلم حاصل کریں، محنت کرکے اپنے پیارے وطن کو مزید ترقّی دیں۔ اس کو خوش حال بنائیں اور اِس کی حفاظت کے لیے دن رات کوشش کریں۔

صوبۂ سندھ
10 0 20 40 60 80
صوبۂ پنجاب
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
جیکب آباد
شکارپور
گھوٹکی
لاڑکانہ
خیرپور
نواب شاہ
دادو
سانگھڑ
عمرکوٹ
حیدرآباد
تھر
کراچی
ٹھٹھہ
بدین
رن کچھ کا علاقہ
بحیرۂ عرب
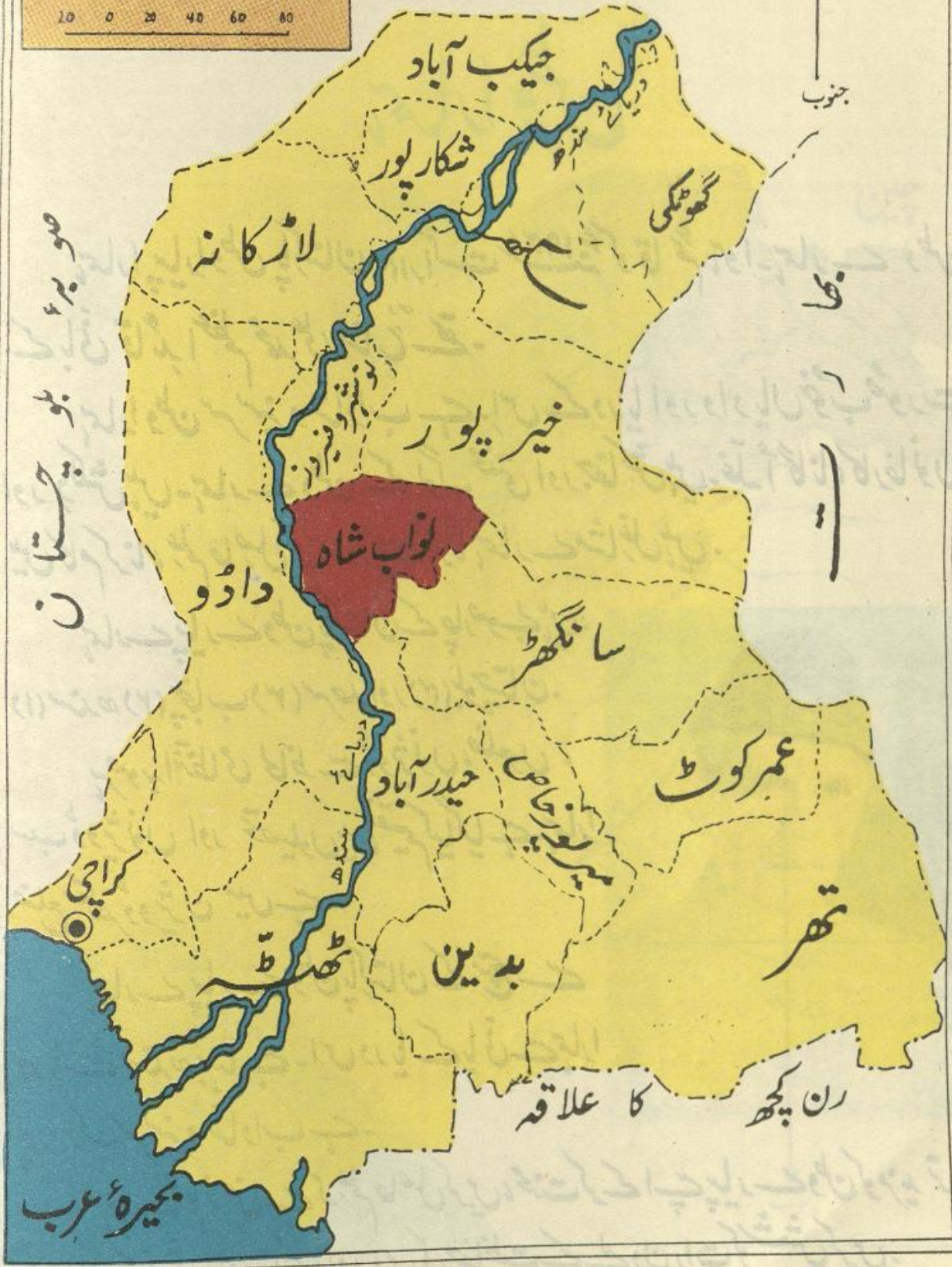
دوسرا باب

ہمارا ضلع

یہ صوبہ سندھ کا نقشہ ہے۔ اِس میں سندھ کے تمام ضلعے دکھائے گئے ہیں۔ جس حصّے میں سُرخ رنگ ہے وہ ہمارا ضلع نواب شاہ ہے۔ اِس کے چاروں طرف سیاہ لکیر ضلعے کے حدوں کو ظاہر کرتی ہے۔ نقشے کے اوپر دائیں کونے میں بنا ہُوا تیر کا نشان سمتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ تیر کے اوپر کی طرف شمال اور نیچے جُنوب لکھا ہوا ہے۔ سیدھے ہاتھ پر مشرق اور اُلٹے ہاتھ پر مغرب لکھا ہوا ہے۔ ضلع نواب شاہ کے شمال میں ضلع نوشہرو فیروز اور مشرق کی طرف ضلع خیرپور۔ جنوب کی طرف ضلع سانگھڑ اور ضلع حیدرآباد ہے۔ مغرب کی طرف جو یہ بل کھاتی ہوئی نیلی لکیر نظر آرہی ہے، دریائے سندھ ہے۔

ضلع کی تاریخ

ضلع نواب شاہ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر صوبۂ سندھ کے درمیان میں واقع ہے۔ یہ شہر ایک زمیندار سید نواب شاہ نے آباد کیا تھا۔ اس وقت نواب شاہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ انگریزوں کے دورِ حکومت میں ۱۹۱۲ء کو نواب شاہ کو ضلع کا درجہ دیا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں سندھ حکومت نے نیا ضلع سانگھڑ قائم کیا۔ نواب شاہ کی دو تحصیلیں شہداد پور اور سنجھورو سانگھڑ میں شامل کردیں۔ اس کے علاوہ حال ہی میں نواب شاہ کی چار تحصیلیں ضلع نوشہرو فیروز میں شامل کی گئیں ہیں۔

اس وقت نواب شاہ ضلع میں دولت پور، سکرنڈ اور نواب شاہ کی تحصلیں شامل ہیں۔

نواب شاہ ضلع میں بہت سے تاریخی مقامات تھے۔ جن کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔

کلہوڑوں کے خاندان میں میاں نور محمد کلہوڑو کے نام سے ایک بہادر حاکم تھا۔ وہ شاہ بھٹائی کا مرید تھا۔ اس نے سارے سندھ پر حکومت قائم کی۔ ان کا مقبرہ نواب شاہ ضلع میں، دولت پور شہر سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

دولت پور کے نزدیک ایک اور بھی تاریخی شہر ہے۔ اس کو "ٹھل رکن" کے نام سے پکارتے ہیں، یہاں ایک پُرانے مندر کے کھنڈرات ہیں۔ نواب شاہ ضلع میں باندھی شہر کے جنوب میں بھی ایسے ہی مندر کے کھنڈرات ہیں۔ وہ بھی بہت قدیم زمانے کا ہے۔ اِس مندر کے کھنڈرات کے نشانات ایک بڑے میدان میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اس ضلع میں سکرنڈ کے نزدیک "کوٹ دلیل" ہے جس کو "دہلیل جو قلعو" یا "دلیل دیرو" بھی کہتے ہیں۔ سکھپور کے نزدیک "چانھوں جو دڑو" ہے۔ نواب شاہ شہر کے نزدیک "سخی امید علیؒ" کا مزار ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شاہ قدیم زمانے سے آباد ہے۔

ضلعے کی زمین

دوسرے صفحے پر ضلع نواب شاہ کا نقشہ دیکھیے۔ اِس میں بل کھاتی ہوئی نیلی لکیر دریائے سندھ کو ظاہر کرتی ہے۔ اس نیلی لکیر کے ساتھ ہلکا سبز حصّہ کچے کی زمین ظاہر کرتا ہے کچّے کی زمین نرم اور ریتلی ہوتی ہے۔ ہلکے سبز رنگ کے ساتھ جو گہرے سبز رنگ کا حصّہ دکھائی دیتا ہے وہ پکّے کی زمین ہے۔ پکے کی زمین ہموار اور سخت ہوتی ہے۔

نقشے میں جو پیلے رنگ کا حصہ نظر آرہا ہے وہ نشیبی حصہ ہے۔ نشیبی علاقے کی زمین کلر والی ہوتی ہے۔ یہ سب حِصّے قُدرتی ہیں، اِس لیے ان کو قدرتی یا طبعی حِصّے بھی کہا جاتا ہے۔

آب و ہوا

یہ سال کے چاروں موسموں کا چارٹ ہے۔ سبز رنگ بہار کے موسم کی نشانی ہے، لال رنگ گرمی کے موسم، پیلا رنگ خزاں کے موسم اور گلابی رنگ جاڑے کے موسم کی نشانی ہے۔

موسم کا چارٹ
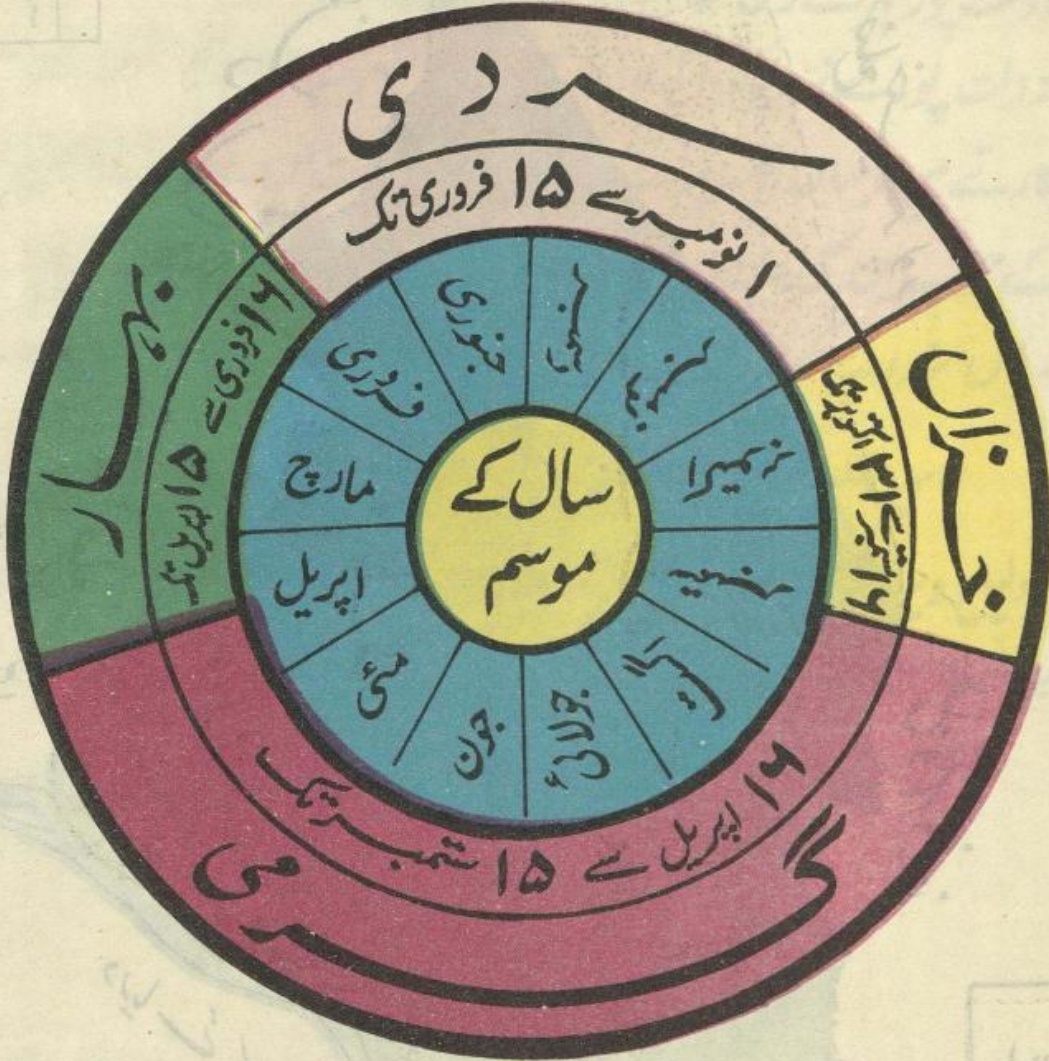
بہار میں موسم بڑا پیارا ہوتا ہے۔ گرمیوں کے موسم میں گرمی بڑھ جاتی ہے۔ خزاں میں موسم خراب ہو جاتا ہے۔ اس میں موسمی یا فصلی بخار بھی ہو جاتا ہے۔ سردی کے موسم میں سردی زیادہ ہوتی ہے۔ اِس طرح پورے سال کے چاروں موسموں کی تبدیلی کو آب و ہوا کہا جاتا ہے۔

نواب شاہ ضلعے کی آب و ہوا سردیوں میں سرد اور گرمیوں میں گرم ہوتی ہے۔

دریا کی سیر

آج بچّے ماسٹر صاحب کے ساتھ دریا کی سیر کو گئے۔ راستے میں بچّے قُدرتی مناظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ جب وہ بچاؤ بند پر پہنچے تو اُس پر چڑھ کر کھڑے ہو گئے۔

ماسٹر صاحب نے بچّوں کو سمجھاتے ہوئے کہا، یہ بچاؤ یا حفاظتی بند دریا کے چڑھتے ہوئے پانی سے بچاؤ کے لیے بنایا گیا ہے، تاکہ جب دریا کا پانی چڑھے تو گاؤں اور پکّے کی فصلوں کو نقصان نہ پہنچائے۔

ماسٹر صاحب نے انھیں بتایا کہ بند سے لے کر دریا تک کچّے کی زمین ہے۔ یہاں جب دریا کا پانی اُتر جاتا ہے تو یہاں جو فصل بوئی جاتی ہے اس کو کچّے کی فصل کہتے ہیں۔ وہ دیکھو راستے کی دوسری طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔

جب وہ دریا پر پہنچے تو وہاں پر بہت سی کشتیاں کھڑی ہوئی دیکھیں۔ ایک کشتی میں کچھ آدمی اور ایک اُونٹ دریا کے دوسرے کنارے کی طرف جا رہے تھے۔ ماسٹر صاحب نے بچّوں سے کہا، یہ دریائی گھاٹ ہے۔

دریا کے کنارے بہت سے درخت دیکھ کر اکبر نے پوچھا "جناب! یہ جو بہت سے درخت ایک جگہ نظر آ رہے ہیں اس جگہ کو کیا کہتے ہیں؟"

ماسٹر صاحب: بچّو! یہ درخت جو تم دیکھ رہے ہو جنگل ہے، جنگل زیادہ تر دریا کے کنارے ہوتے ہیں۔ نقشے میں دیے گئے چھوٹے چھوٹے درخت جنگل کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اس دریا کو دریائے سندھ کہتے ہیں، ہمارے صوبے کا نام بھی اسی دریا کے نام کی وجہ سے سندھ پڑا ہے۔

تیسرا باب

قُدرتی وَسائل

جنگلات

جنگلات زیادہ تر دریا کے کنارے ہوتے ہیں۔ جنگلوں میں مختلف قسم کے درخت ہوتے ہیں۔ مثلاً نیم، کیکر، باہن، شیشم وغیرہ۔ محکمۂ جنگلات اِن کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ جنگل کی لکڑی سے گھروں کے دروازے، پلنگ، صوفے سیٹ، میز، کرسیاں اور دوسرا سامان تیار کیا جاتا ہے۔

جنگل کی لکڑی سے کوئلہ بھی بنایا جاتا ہے۔ جنگلات سے گوند، لاکھ اور شہد کافی مقدار میں مِلتا ہے۔ اِن جنگلوں میں لوگ اپنے مویشی بھی چَراتے ہیں۔

ہمارے ضلعے نواب شاہ میں دیھ چھتن شاہ، دیھ ترچھی، دیھ مڈ، ٹھٹّ جاگیر، سعید کنڈو، سُکھ پور، لاکھا جاگیر، کوٹ دھگانو، لاکھاٹ، مڈناصری، محراب پور، ماڑی اور بُٹی کے مشہور جنگلات ہیں۔
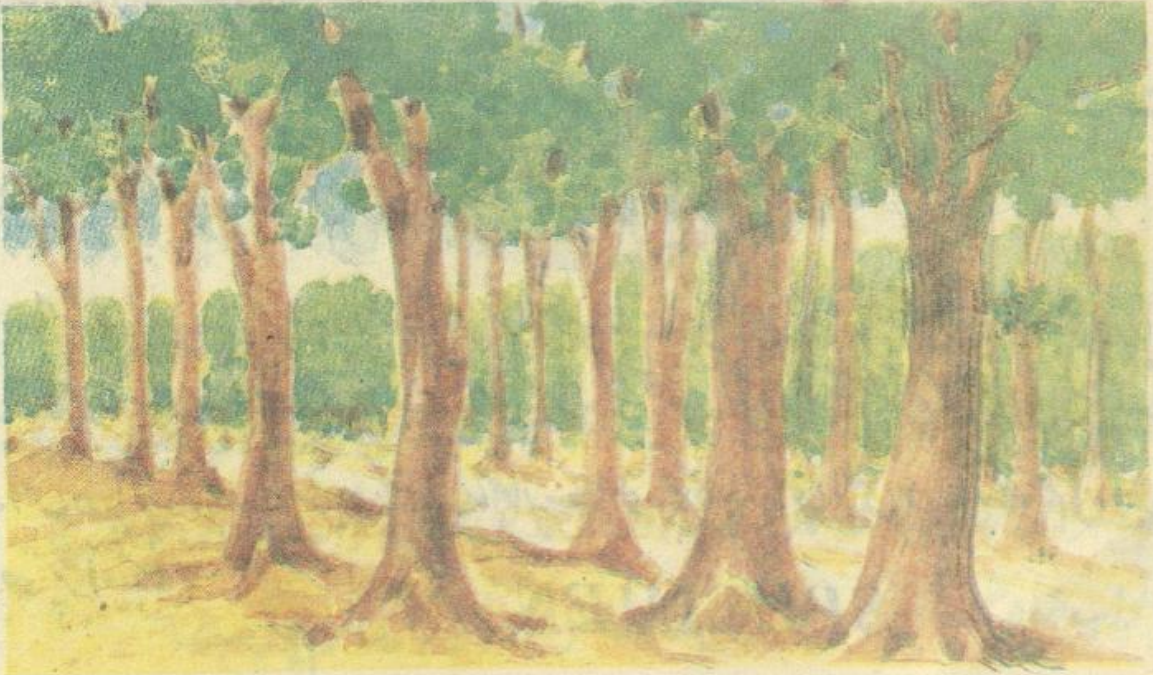
حیوانات

اِس چارٹ میں جو جانور ہم دیکھ رہے ہیں یہ سب جانور گھروں میں پالے جاتے ہیں۔ کچھ سے ہمیں دودھ ملتا ہے، کسی کا ہم گوشت کھاتے ہیں اور کچھ سواری، ہل چلانے اور سامان ڈھونے کے کام آتے ہیں۔ گائے، بھینس، بکری، بھیڑ اور اونٹ حلال

جانور ہیں۔ ان کا ہم گوشت کھاتے ہیں اور دودھ پیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کھال سے ہم جُوتے اور دوسری چیزیں بناتے ہیں۔ ان کے بال بھی ہمارے کام آتے ہیں۔

اگلے چارٹ میں کچھ جنگلی جانوروں کی تصویریں دی گئی ہیں۔ مثلاً خرگوش، ہرن، سانبھر، بھیڑیا، گیدڑ اور لومڑی وغیرہ۔ ان میں خرگوش، ہرن اور سانبھر حلال جانور ہیں۔ اِن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔
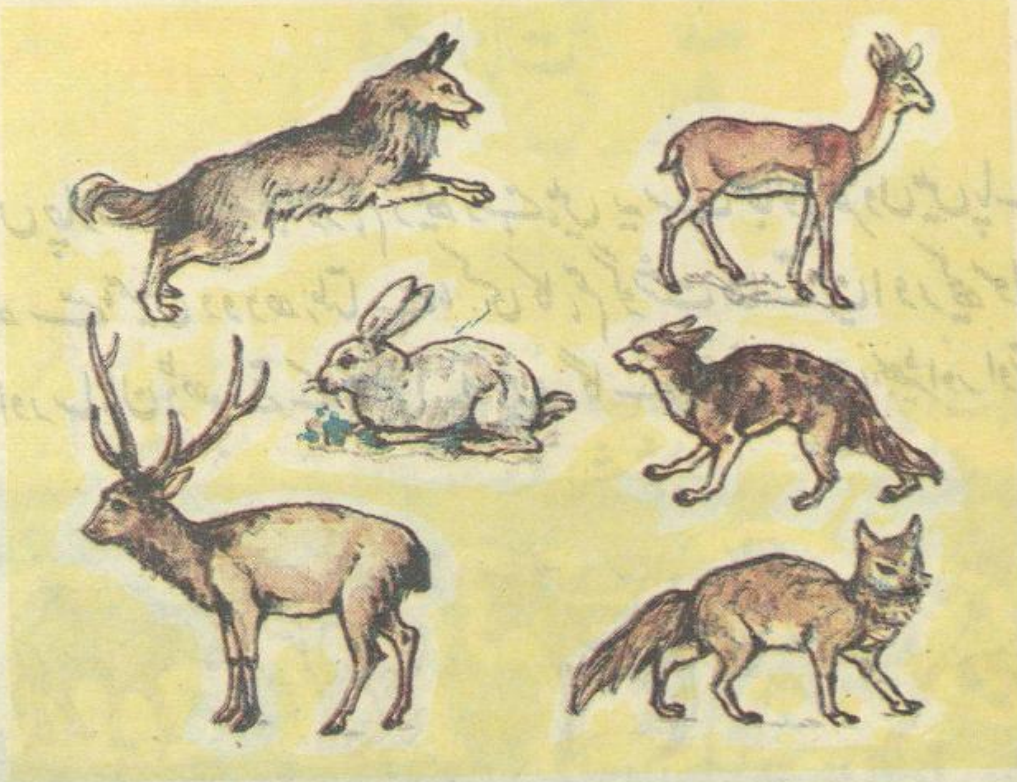
اِس چارٹ میں کچھ پرندوں کی تصویریں دی گئی ہیں۔ مثلاً چڑیاں، تیتر، کبوتر، کوّا، مینا، طوطا، چیل، گِدھ وغیرہ۔ مُرغی بھی ایک پالتو پرندہ ہے۔ اس کے انڈے اور گوشت ہم مزے سے کھاتے ہیں۔

اِس چارٹ میں پانی کے کچھ جانوروں کی کچھ تصویریں ہیں۔ مثلاً پلہ، مینڈک، کچھوا، مگرمچھ اور گھونگا وغیرہ۔ پانی کے اِن جانوروں میں پلہ حلال جانور ہے۔ اس کا گوشت ہم شوق سے کھاتے ہیں۔

کارخانے اور گھریلو ہُنر

ماسٹر صاحب آج بچّوں کو ایک کارخانے میں لے گئے۔ وہاں بہت سے مزدور کام کر رہے تھے اور گنّے سے رس نکال کر شکر تیار کی جا رہی تھی۔ ماسٹر صاحب نے بچّوں

(حبیب شوگر مل نواب شاہ)
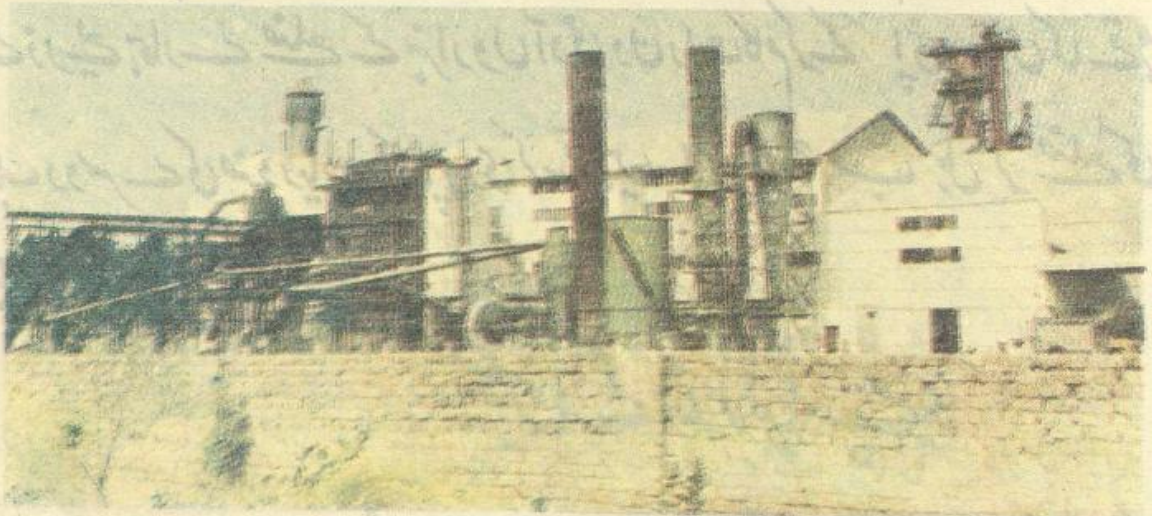
کو کارخانے کا ہر ایک حصّہ دکھایا۔ کارخانہ دیکھ کر بچّے بہت خوش ہوئے۔

جب وہ باہر نکلے تو زاہد نے ماسٹر صاحب سے پوچھا: "جناب! کیا ہمارے ضلعے میں کچھ اور بھی کارخانے ہیں؟"

ماسٹر صاحب :- بچّو! ہمارے ضلعے نواب شاہ میں جہاں جہاں کپاس کی فصل ہوتی ہے۔ وہاں کپاس بیلنے کے کارخانے ہیں۔

سکرنڈ اور نواب شاہ میں آٹا پیسنے کی ملیں ہیں۔ نواب شاہ سے گیارہ کلومیٹر دُور دیہہ کا بُکھری میں بنولے کے تیل کا کارخانہ ہے۔

کارخانوں سے نکلنے والا گندہ پانی، دھواں اور شور ماحول کو آلودہ کرتے ہیں، جس سے انسان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لیے کارخانے شہروں سے بہت دُور لگانے چاہئیں۔

ہمارے ضلعے میں کشیدہ کاری اور کڑھائی کا کام بھی بہت ہوتا ہے۔ یہ گھریلو ہُنر ہے جو عام طور سے عورتیں گھروں میں کرتی ہیں۔ یوں کارخانوں میں کام کرکے اور گھریلو ہنروں کے ذریعے ہمارے ضلعے کے ہزاروں آدمی دن رات کام کرکے اپنی روزی کماتے ہیں اور ایک دوسرے کی ضروریات بھی پوری کرتے ہیں۔ اس طرح سب مل کر ضلعے کی دولت بڑھاتے ہیں۔

زمین کے اندر کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی قُدرت سے زمین کے اندر کتنی ہی ایسی چیزیں پیدا کی ہیں

جنھیں نکال کر ہم اپنے کام میں لاتے ہیں۔ دوسرے ضلعوں میں ملتانی مٹی، کوئلہ اور سلیکا نامی ریت زمین سے ملتی ہے، جس سے شیشہ تیار کیا جاتا ہے۔ ہمارے ضلعے نواب شاہ میں کوئی کان نہیں ہے۔

کچھ دوسرے ملکوں میں زمین سے لوہا، پٹرول، تانبا، سونا اور دوسری چیزیں نکالی جاتی ہیں۔ پٹرول سے موٹریں چلتی ہیں۔ زمین کے اندر سے حاصل ہونے والی ایسی پیداوار کو معدنی پیداوار کہتے ہیں۔ خدا کے فضل وکرم سے سندھ کے ضلعے بدین ، حیدرآباد اور سانگھڑ کے مقامات پر زمین سے پٹرول نکل آیا ہے۔

چوتھا باب

ہماری فصلیں

اَناج

ہمارے ضلعے کی اہم ترین پیداوار گندم، جوار، مکئی، باجرا اور چاول ہیں۔ یہ اناج دو فصلوں میں پیدا کیے جاتے ہیں۔ ایک وہ اناج جو خریف کی فصل میں ہوتے ہیں اور دوسرے وہ اناج جو ربیع کی فصل میں ہوتے ہیں۔ خریف کی فصل موسمِ گرما کی فصل ہے۔ یہ اپریل سے جُون تک بوئی جاتی ہے اور ستمبر، اکتوبر میں تیار ہو جاتی ہے۔ ربیع کی فصل سردیوں میں بوئی جاتی ہے اور مارچ میں تیار ہو جاتی ہے۔ ربیع کی فصل میں گندم اور جَو ہوتے ہیں اور خریف کی فصل میں جوار، باجرا، مکئی اور چاول ہوتے ہیں۔

نقد فصلیں

ایک دن شام کو غلام حیدر اپنے والد کے ساتھ کھیت میں گیا۔ وہاں ایک ٹرک کھڑا تھا۔ کچھ لوگ سرسوں اور توریہ بوریوں میں بھر رہے تھے۔ مزدور وہ بوریاں اُٹھا اُٹھا کر ٹرک میں ڈال رہے تھے۔ غلام حیدر نے اپنے والد سے پوچھا: "اباجان! سرسوں کی یہ بوریاں کہاں لے جا رہے ہیں؟"

والد صاحب: بیٹے! یہ سرسوں منڈی میں بیچنے کے لیے لے جا رہے ہیں۔ کیوں کہ سرسوں کی فصل سے اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی ہے۔ ہمارے نواب شاہ ضلعے میں سرسوں

کے علاوہ اور بھی آمدنی والی فصلیں ہوتی ہیں۔ اِن میں سے کچھ ربیع میں ہوتی ہیں اور کچھ خریف میں۔ ربیع کی فصلوں میں جا نبھا، سرسوں اور توریہ اور خریف کی فصلوں میں کپاس اور گنّا ہیں۔ ان فصلوں کو نقد فصلیں بھی کہتے ہیں۔

سبزیاں

ماسٹر صاحب نے سبزیوں کے دو چارٹ دیوار پر لٹکائے۔ ایک چارٹ کے نیچے لکھا ہوا تھا "موسم سرما کی سبزیاں" اور دوسرے چارٹ پر لکھا ہوا تھا "موسم گرما کی سبزیاں"۔ بچّوں نے چارٹ دیکھتے ہی سب تصویریں پہچان لیں۔ ماسٹر صاحب ان سے ایک ایک سبزی کا نام پوچھتے گئے اور وہ باری باری ان کا نام بتاتے رہے۔
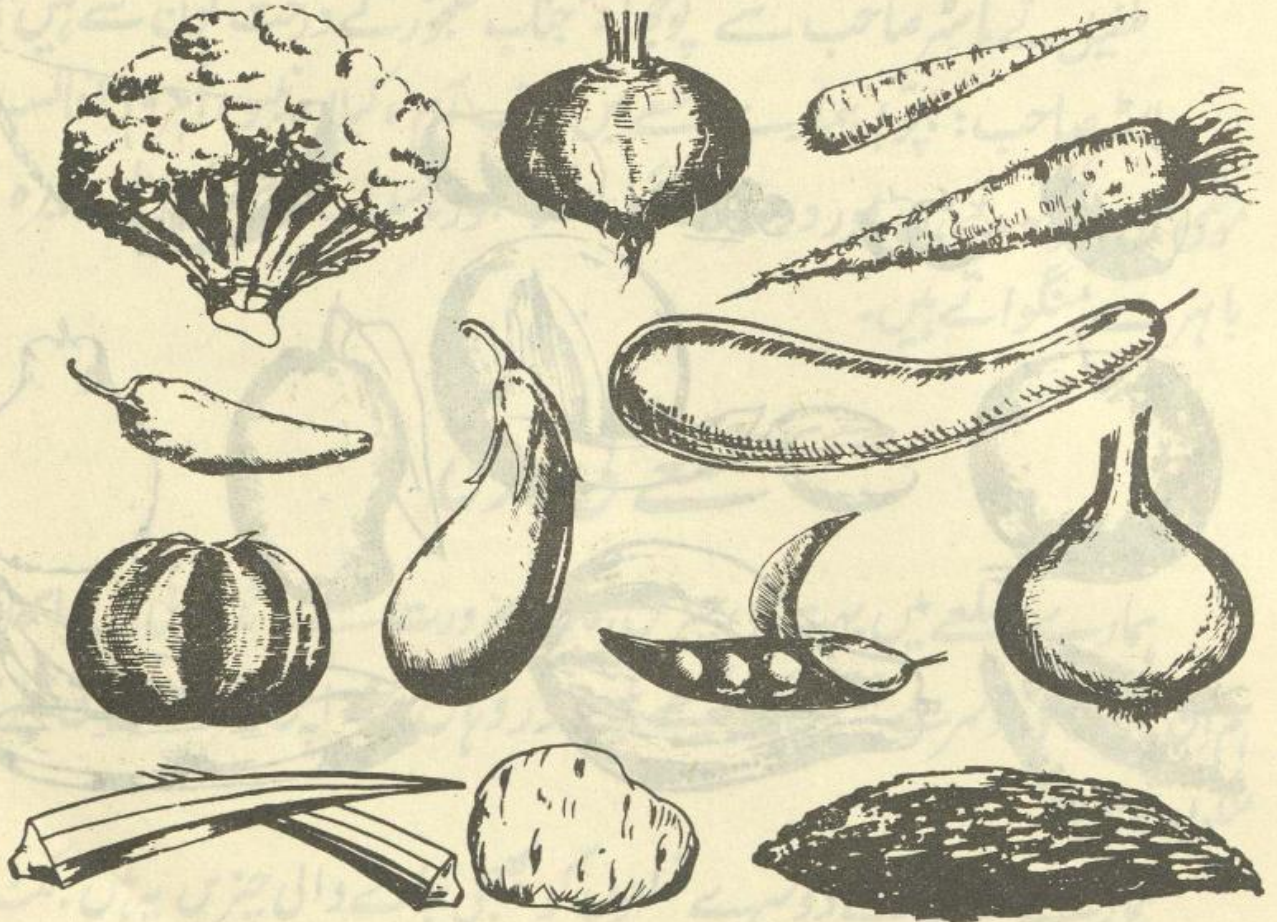
پچھلے چارٹ میں بینگن، شلغم، کدو، پیاز، گوبھی، گاجر، مولی، ٹماٹر، مٹر، بھنڈی، کریلا، آلو، مرچ وغیرہ کی تصویریں ہیں۔ یہ سب ہمارے ضلعے میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ سبزیاں ہم کھاتے ہیں اور ان سے اچھی خاصی آمدنی بھی ہوتی ہے۔ اِس کے علاوہ اِن کی کاشت کے لیے کم زمین اور کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

پھل

آج بچّے فروٹ فارم جانے کے لیے تیّار ہو کر آئے تھے۔ ماسٹر صاحب کے ساتھ وہ فارم پر پہنچے تو دیکھا کہ ہر طرف ہریالی ہے۔ رنگ برنگے پھول اور بڑے بڑے درخت دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔

سہیل نے ایک درخت میں پھل دیکھے تو اُس نے ماسٹر صاحب سے پوچھا،
"جناب! یہ کون سا پھل ہے؟"

ماسٹر صاحب: بچّو! یہ نیبو ہے۔ کچّا نیبو ہرا اور پکّا پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔
اِدھر دیکھو، یہ آم کے درخت ہیں۔ اِن میں کیریاں لگ رہی ہیں۔ جب یہ پک جائیں گی
تو آم بن جائیں گی۔ آموں کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ یہ بہت میٹھے ہوتے ہیں۔ دیکھیے
وہ امرود کے درخت ہیں۔ یہ جاڑوں میں پھل دیتے ہیں۔

اب اِس طرف آئیں۔ یہ پودے فالسے کے ہیں۔ اِن میں پکے ہوئے فالسے
لگ رہے ہیں۔ یہ شہتوت کا درخت ہے۔ پکے ہوئے شہتوت بہت میٹھے ہوتے ہیں۔
یہ صوفی بیر ہیں۔ یہ بڑے اور میٹھے ہوتے ہیں۔

طفیل نے ماسٹر صاحب سے پوچھا: "جناب کھجُور کے درخت کون سے ہیں؟"

ماسٹر صاحب: بچّو! ہمارے ضلعے میں صرف آم، کیلا، نیبو، اَمرود، فالسہ،
موسمی اور بیر ہوتے ہیں اور دوسرے پھل مثلاً کھجور، سیب، پپیتا، انار وغیرہ ہم
باہر سے منگواتے ہیں۔

ضلعے کی آمدنی

ہمارے ضلعے میں بہت سی چیزیں ہماری ضرورت سے زائد ہوتی ہیں۔ اس لیے
ہم اِن چیزوں کو دوسرے ضلعوں کو بھیجتے ہیں اور وہاں سے اپنی ضرورت کی چیزیں
منگواتے ہیں۔

ہمارے ضلعے سے دوسرے ضلعوں کو بھیجی جانے والی چیزیں یہ ہیں: گندم،

کپاس، جوار، تیل کے بیج، چنے، مٹر، جَو اور شکّر وغیرہ۔

دوسرے ضلعوں سے ہمارے ضلعے میں آنے والی چیزیں یہ ہیں: کپڑا، لوہے اور شیشے کا سامان، لکڑی اور لکڑی کا سامان اور دیگر دھات کے برتن اور چوڑیاں وغیرہ۔

اس طرح ضلعے کی چیزوں کی لین دین یعنی درآمد و برآمد کو ضلعے کا بیوپار کہا جاتا ہے۔ اس طرح درآمد و برآمد سے ہمارے ضلعے کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں کی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں۔

پانچواں باب

آبادی

ایک ملک میں جتنے لوگ رہتے ہیں، وہ اس ملک کی آبادی کہلاتی ہے۔ آبادی میں مرد، عورتیں، لڑکے اور لڑکیاں سب شامل ہوتے ہیں۔ اگر ایک گھر میں زیادہ لوگ ہوں تو ان کے لیے زیادہ چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی ملک میں لوگوں کی مقدار بہت زیادہ ہو تو ملک لوگوں کی ضروریات اچھی طرح پوری نہیں کرسکتا۔ زیادہ لوگوں کے لیے زیادہ خوراک، پانی، روزگار، لباس اور گھروں کی ضرورت ہوتی ہے۔

مَردُم شُماری

احمد نے دیکھا کہ ایک آدمی اسکول کی دیوار پر کچھ ہندسے لکھ رہا ہے۔ اُس نے اپنے ماسٹر صاحب سے پوچھا: "جناب! وہ آدمی اسکول کی دیوار پر کچھ ہندسے کیوں لکھ رہا ہے؟"

ماسٹر صاحب: بچّو! حکومت دس دس سال کے بعد لوگوں کی گنتی کرتی ہے۔ گنتی کے لیے آدمی مقرر کیے جاتے ہیں۔ وہ پہلے گھروں پر نمبر لگاتے ہیں۔ نمبر لگانے کے بعد ہر گھر کے بچے، بوڑھے تمام لوگوں کی تعداد لکھی جاتی ہے۔ اسے مردم شماری کہتے ہیں۔ اِس طرح پورے ملک میں گھر گھر گنتی کر کے پوُرے ملک کی مردم شماری کی جاتی ہے۔

سنہ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق ہمارے ضلعے کی آبادی 10,46,986 ہے۔ جس میں سے 2,73,946 لوگ شہروں میں رہتے اور 7,73,040 لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔

مردم شماری سے حکومت کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دس سال پہلے ملک میں

کتنے لوگ تھے اور اب کتنے لوگ ہیں۔ حکومت پھر اُن کے لیے تعلیم، رہائش، کھانے پینے اور صحت وغیرہ کا بندوبست کرتی ہے۔

شہر کے مشاغل

روشن، گاؤں سے اپنے والد کے ساتھ شہر میں اپنے چچا کے گھر گیا۔ وہاں وہ اپنے چچازاد بھائی اسلم سے مل کر بہت خوش ہُوا۔ اسلم روشن کو اپنے ساتھ شہر گھُمانے لے گیا۔ اسلم کی ماں نے روشن کے لیے خاص طور پر ہدایت دیتے ہوئے کہا: ”بیٹے اسلم! روشن، شہر کی مصروف زندگی اور ہنگاموں سے ناواقف ہے، اِس لیے اس کا پُورا پُورا خیال رکھنا۔“

شہر کی سڑکوں پر بے شمار آدمی، موٹریں اور گاڑیاں دیکھ کر روشن حیران ہوگیا۔ سڑک پار کرنا بھی اس کے لیے آسان نہ تھا۔

اُس نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے کام پر تیز تیز جارہا تھا۔ پہلے وہ ایک کپڑے کی دکان پر پہنچے۔ یہ ان کے ایک دوسرے چچا کی دُکان تھی۔ کپڑے کی تجارت ان کا پیشہ تھا۔ پہلے اُن سے مِلے پھر ایک دوسری جگہ گئے۔ یہ مختار کار کا دفتر تھا۔ وہاں اسلم
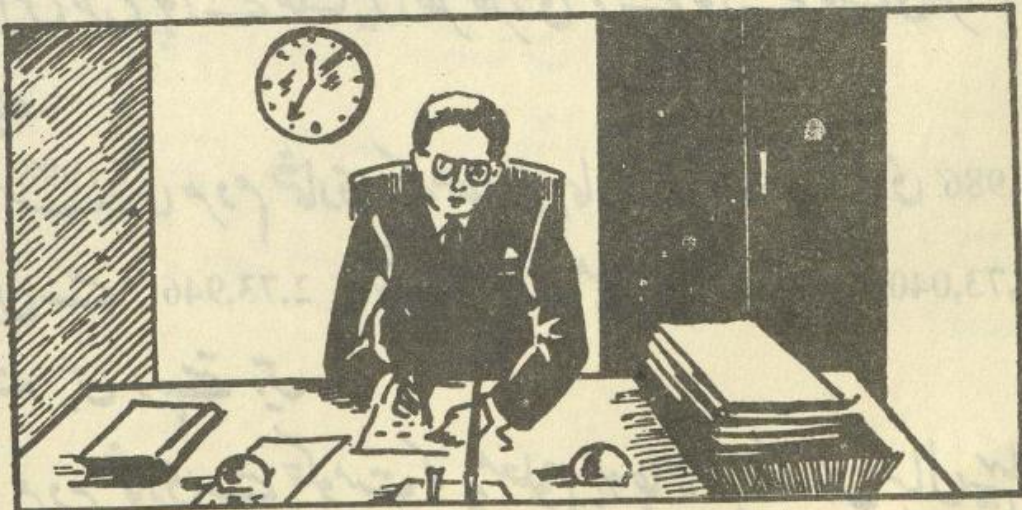
کے والد کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ وہ سرکاری ملازم تھے۔ سرکاری ملازمت یا نوکری اُن کا پیشہ تھا۔

روشن نے گھر آکر شہر کی ساری باتیں اپنے والد صاحب کو بتائیں۔ انھوں نے کہا: "بیٹے! تجارت بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ کوئی کپڑا بیچتا ہے، کوئی اناج، کوئی مٹھائی، کوئی سبزی اور کوئی پھل۔ اسی طرح سرکاری ملازمت میں لوگ کلرک، آفیسر، ڈاکٹر، استاد یا ڈاکیے وغیرہ جیسے پیشے اختیار کرتے ہیں۔ شہروں میں مزدوری کے پیشے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ کارخانوں میں کام کرتے ہیں، کچھ دکانوں پر کام کرتے ہیں، کوئی تانگہ چلاتا ہے تو کوئی رکشا۔

روشن نے کہا: "ابا جان! گاؤں کے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور مویشی پالتے ہیں، شہروں میں تجارت ہوتی ہے، سامان بنتا ہے اور دفتر ہوتے ہیں۔"

اُس کے والد نے سمجھاتے ہوئے کہا: "بیٹے! گاؤں اور شہروں کے یہی بڑے بڑے پیشے ہیں لیکن اِن کے علاوہ بھی بہت سے پیشے ہیں۔ اِس طرح لوگ ایک دوسرے کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ گاؤں کے پیشوں سے شہروں کو اور شہروں کے پیشوں سے گاؤں کو فائدے پہنچتے ہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے کی مدد کر کے لوگ آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔"

دیہات کے مَشاغل

علی حسن کے نانا گاؤں میں رہتے تھے۔ ایک دن وہ اپنے والد کے ساتھ وہاں گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہاں نہ تو کوئی بڑا بازار ہے، نہ زیادہ موٹر کاریں اور نہ لوگوں کا ہجوم۔ گھروں کے آگے کہیں بھینسیں، کہیں بیل، کہیں بکریاں اور کہیں گائیں بندھی ہوئی تھیں۔ صبح کو جب مویشیوں کو کھولا گیا اور کسان اپنے ہل اور بیل لے کر کھیتوں پر چلے گئے تو علی حسن نے اپنے والد سے پوچھا: "ابا جان! یہ لوگ بیل لے کر کہاں گئے ہیں؟ اور وہ جو جانور بندھے ہوئے تھے کہاں چلے گئے؟"

والد صاحب نے کہا: "بیٹے! گاؤں کے لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور مویشی پالتے ہیں۔ یہی ان کے پیشے ہیں۔ وہ دیکھو، تمھارے ماموں ہل چلا رہے ہیں اور دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے کھیتوں میں کام کر رہے ہیں۔ کسان بہت محنت کرتے ہیں۔ وہ ہل
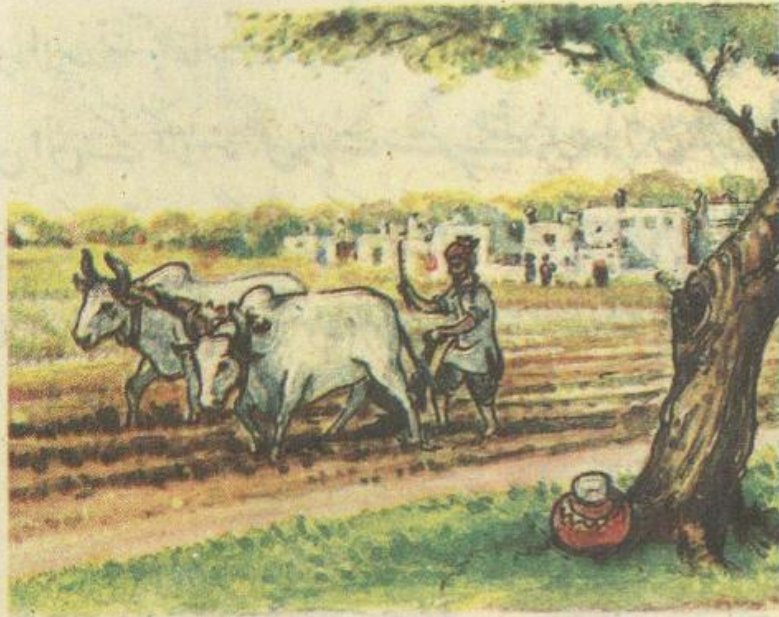
چلاتے ہیں، بیج بوتے ہیں، کھیتوں کو پانی دیتے ہیں اور اپنی فصلوں کو نقصان

پہنچانے والے جانوروں اور پرندوں سے بھی بچاتے ہیں۔ اتنی سخت محنت کے بعد کسانوں کو اپنی محنت کا پھل ملتا ہے۔ لیکن اب انھیں اتنی سخت جسمانی محنت کرنی نہیں پڑے گی۔ کیوں کہ اب تو ہل چلانے، ڈھیلے توڑنے اور کٹائی کرنے کی مشینیں ایجاد ہو چکی ہیں۔ جب اِن مشینوں سے کھیتوں میں عام طور پر کام لیا جانے لگے گا تو نہ صرف کام جلدی ہو گا بلکہ پیداوار بھی بڑھ جائے گی۔

علی حسن کو بکریوں، گایوں اور بھینسوں کے ریوڑ کو دکھا کر اُس کے والد صاحب نے یہ بتایا کہ گاؤں کے لوگ مویشی بھی پالتے ہیں۔ مویشی پالنا بھی ان کا پیشہ ہے۔ کسی کے پاس بکریاں، کسی کے پاس گائیں اور کسی کے پاس بھینسیں ہیں۔ مویشی پالنے سے اُنھیں بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مویشیوں سے ان کو دودھ اور مکھّن ملتا ہے۔ بکریوں کے بال، بھیڑوں کی اُون اور مویشیوں کی کھالیں بیچ کر وہ دولت کماتے ہیں۔ گوبر سے وہ کھاد بناتے ہیں جو ان کے کھیتوں میں کام آتی ہے۔

گاؤں میں کچھ ہنرمند، مثلاً لوہار، کمھار اور بڑھئی بھی رہتے ہیں۔ ان کی بنائی ہوئی چیزیں کسانوں کے کام آتی ہیں۔

چھٹا باب

انتظام
ضلع کی دیکھ بھال

سامنے ضلع نواب شاہ کا نقشہ ہے۔ اس کے دو حصّے ہیں۔ یہ ضلعے کے دو سب ڈویژن ہیں۔ گلابی رنگ والے حصّے کو نواب شاہ سب ڈویژن اور پیلے رنگ والے حصّے کو سکرنڈ سب ڈویژن کہتے ہیں۔

نواب شاہ سب ڈویژن میں صرف نواب شاہ تحصیل ہے اور سکرنڈ سب ڈویژن میں سکرنڈ اور دولت پور تحصیلیں ہیں۔

تحصیل کی نگرانی مختار کار کرتا ہے۔ سب ڈویژن کی نگرانی اسسٹنٹ کمشنر اور ضلعے کی نگرانی ڈپٹی کمشنر کرتا ہے۔

ڈپٹی کمشنر نواب شاہ شہر میں رہتا ہے۔ وہ اسسٹنٹ کمشنروں، مختار کاروں اور ضلعے کے دوسرے افسروں کے کام کی نگرانی کرتا ہے اور اپنے عملے کی مدد سے زمینداروں سے لگان وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کرواتا ہے۔

ضلع نواب شاہ
تعلقے، سب ڈویژن اور
تعلقے کے ہیڈ کوارٹر
ضلع نوشہرو فیروز
ضلع خیر پور
تعلقہ نواب شاہ
نواب شاہ سب ڈویژن
نواب شاہ
دولتپور
دولتپور سب ڈویژن
تعلقہ دولتپور
سکرنڈ
تعلقہ سکرنڈ
سکرنڈ
ضلع سانگھڑ
ضلع حیدر آباد
دریائے سندھ
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
علامتیں
ضلعے کی حد
تعلقے کی حد
نواب شاہ سب ڈویژن
سکرنڈ سب ڈویژن
تعلقے کا ہیڈ کوارٹر
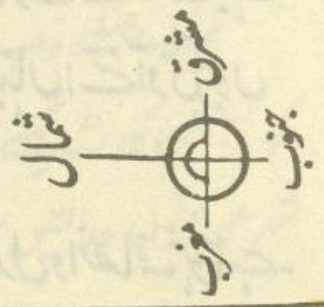
ضلعی کونسل

ضلعی کونسل کا کام اسپتال کھلوانا، کنوئیں کھدوانا، نل لگوانا، سڑکیں بنوانا، سڑکوں پر درخت لگوانا اور مسافر خانے وغیرہ بنوانا ہے۔ کونسل یہ کام بڑے شہروں میں نہیں کرتی بلکہ گاؤں میں ہی کرتی ہے۔
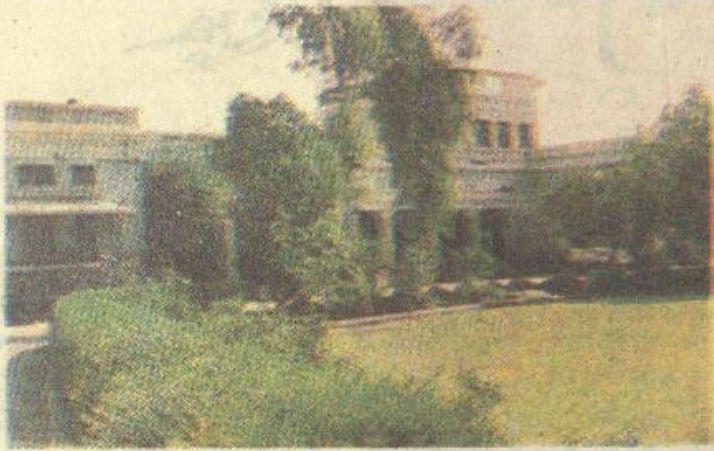
(بلدیہ نواب شاہ)

(ضلعی کونسل آفس نواب شاہ)

جس شہر کی مردم شماری پانچ ہزار سے پچیس ہزار تک ہوتی ہے وہاں ٹاؤن کمیٹی اور جس شہر کی مردم شماری پچیس ہزار سے پانچ لاکھ تک ہوتی ہے۔ وہاں میونسپل کمیٹی ہوتی ہے۔ ان کمیٹیوں کا انتظام چلانے کے لیے چیئرمین ہوتے ہیں۔

عدالتیں

فیصل ایک دن اپنے والد صاحب کے ساتھ شہر گیا۔ ایک عمارت کے سامنے بہت سے آدمی دیکھ کر اُس نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: "ابا جان! یہاں اتنے آدمی کیوں جمع ہو گئے ہیں؟"

والد: بیٹے! یہ عدالت ہے۔ اسے کورٹ بھی کہتے ہیں۔ یہاں عدل و انصاف ہوتا ہے۔

(سیشن کورٹ نواب شاہ)

اِن آدمیوں میں کچھ لوگ تو اپنی اپنی شکایتیں لے کر آئے ہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کے خِلاف شکایات ہیں اور کچھ لوگ گواہ ہیں۔

وہ دیکھو کالے کوٹوں والے لوگ برآمدے میں آجا رہے ہیں اُنھیں وکیل کہتے ہیں۔ وہ شکایت کرنے والے یا جس کے خلاف شکایت ہو اس کی طرف سے عدالت میں وکالت کرتے ہیں۔

وہ اُن سے اِس کام کی فیس لیتے ہیں۔ جب کوئی آدمی جُرم کرتا ہے تو اس پر عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ عدالت میں جج ہوتا ہے۔ وہ سرکاری وکیل کی مدد سے شکایت کرنے والے اور گواہ اور جس کے خِلاف شکایت ہو اُس کی باتیں سُن کر اپنا فیصلہ دیتا ہے اور وہ انصاف کرتا ہے۔ وہ مجرم کو سزا دیتا ہے اور بے گناہ کو آزاد کر دیتا ہے۔

ہمارے ضلعے نواب شاہ میں انصاف کے لیے ایک بڑی عدالت نواب شاہ شہر میں ہے۔ اس کو سیشن کورٹ کہتے ہیں۔ اس میں سیشن جج فیصلے دیتا ہے۔ ضلعے کی ہر تحصیل کے بڑے شہر میں سول عدالتیں ہوتی ہیں۔ ایسی عدالتوں میں سول جج یا سب جج فیصلے کرتے ہیں۔

پولیس

ایک دن صبح سویرے نذیر اپنے والد صاحب کے ساتھ گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے دیکھا کہ پولیس والے ایک آدمی کو ہتھکڑی ڈال کر لے جا رہے ہیں۔ نذیر نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: "ابا جان! وہ پولیس اُس آدمی کو ہتھکڑیاں ڈال کر کہاں لے جا رہے ہیں؟"

والد نے کہا: بیٹے! جب کوئی شخص چوری کرتا ہے یا کوئی جُرم کرتا ہے تو پولیس والے اُسے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ پولیس کا کام مجرموں کو پکڑنا ہے۔"

ضلعے کے سب سے بڑے پولیس افسر کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کہتے ہیں۔

نواب شاہ ضلعے کا سپرنٹنڈنٹ پولیس نواب شاہ شہر میں رہتا ہے۔ وہ پورے ضلعے میں پولیس کے کاموں کی نگرانی کرتا ہے۔ وہ پولیس کے سپاہیوں کی بھرتی بھی کرتا ہے۔ تمام ضلعے میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے ہر ایک سب ڈویژن میں ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی ہوتا ہے۔

ہر ایک سب ڈویژن میں بہت سے پولیس تھانے بھی ہوتے ہیں جہاں صوبے دار یا تھانے دار مقرر کیے جاتے ہیں۔ ہمارے ضلعے کا پولیس ہیڈ کوارٹر نواب شاہ شہر میں ہے۔ یہاں پر نئے بھرتی والے سپاہیوں کو تربیت بھی دی جاتی ہے۔

تعلیم

ضلع میں جتنے بھی پرائمری، مڈل اور ہائی اسکول ہیں ان کی نگرانی الگ الگ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کرتے ہیں۔ ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر برائے پرائمری تعلیم کے لیے اور ایک سیکنڈری تعلیم کے لیے ہے۔ ان کے دفتر نواب شاہ شہر میں ہیں۔ یہ پورے ضلع کے لڑکوں کے پرائمری، مڈل اور ہائی اسکولوں کی تعلیم کا انتظام چلاتے ہیں۔ ان کی مدد کے لیے ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر بھی ہوتے ہیں۔

تعلیمی انتظام کی سہولت کے لیے ضلعے کو ۵ سب ڈویژنوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر ایک سب ڈویژن پر ایک سب ڈویژنل ایجوکیشن آفیسر برائے پرائمری تعلیم اور ایک برائے سیکنڈری تعلیم مقرر ہے۔ ان کی مدد کے لیے ایجوکیشن سپروائزر ہیں جن کے تعاون اور مدد سے وہ سب ڈویژن کے اسکولوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

اسی طریقے پر لڑکیوں کی تعلیمی نگرانی کے لیے خواتین کا تقرر کیا جاتا ہے۔ وہ پورے ضلعے کی لڑکیوں کے اسکولوں کے کام کا معائنہ کرتی ہیں۔

انتظامی محکموں کا آپس میں تعلق

ڈپٹی کمشنر نے کل سرکاری بنگلے پر ایک کھلی کچہری کی۔ وہاں ضلعے کے دوسرے محکمے کے افسر بھی تھے۔ طارق بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ وہاں گیا۔ اس نے وہاں پر بہت سارے آدمی دیکھے۔ وہ اپنی اپنی تکالیف سنانے کے لیے وہاں جمع ہوئے تھے۔ طارق نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: "ابا جان! یہ ڈپٹی کمشنر صاحب کے ساتھ کرسیوں پر اور کون کون لوگ بیٹھے ہیں؟"

والد نے کہا: بیٹے! ڈپٹی کمشنر کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے دوسرے محکموں کے افسر ہیں۔ تمھیں تو معلوم ہے کہ چور یا مجرم کو پولیس والے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ پھر اس پر عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا ہے۔

اِسکول کی یا کوئی اور سرکاری عمارت بنتی ہے تو وہ کام انجینئرنگ محکمے والے کرتے ہیں۔ اِن عمارتوں کے لیے زمین کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کی منظوری بھی ڈپٹی کمشنر دیتا ہے

ڈپٹی کمشنر ضلعے کے تمام انتظامی محکموں کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ علاج کے لیے اسپتالوں میں ڈاکٹر، تعلیم کے لیے اسکولوں میں استاد، امن و امان کے لیے پولیس، سڑکیں اور عمارتیں بنوانے اور کھیتوں کو پانی دینے کے لیے اور نہروں کی نگرانی کے لیے انجینئر مقرر ہوتے ہیں۔ یہ سب مِل کر ضلعے کی خدمت کرتے ہیں۔ ضلعے کے تمام محکمے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

ساتواں باب

عوام کی بھلائی کے کام

عام بھلائی کے کام

جن قصبوں اور شہروں میں پانی کی تکلیف ہوتی ہے وہاں کچھ اچھے لوگ عام بھلائی کے لیے کنوئیں کھدواتے ہیں، نل لگواتے ہیں اور پانی کی سبیلیں بنواتے ہیں۔

عوام کی بھلائی کے بہت سے کام ہیں۔ مثلاً بچّوں کو تعلیم دلانا، گونگوں، بہروں کے اسکول کھلوانا، نابیناؤں کو راستہ دکھانا، بھوکوں اور غریبوں کو کھانا کھلانا، بیماروں کے لیے اسپتال کھلوانا وغیرہ، یہ سب انسانی ہمدردی اور نیکی کے کام ہیں۔ عوام کی بھلائی کے کام نہ صرف چند لوگ خود کرتے ہیں، بلکہ حکومت اور دوسری جماعتیں اور ادارے بھی یہ کام کرتے ہیں۔ اسکول، اسپتال، یتیم خانے، بچّوں کی بھلائی کے مرکز اور بلڈ بینک وغیرہ بھی عام لوگوں کی بھلائی کے لیے ہوتے ہیں۔

اسکول اور کالج

تعلیم سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ لوگ تعلیم ہی کے ذریعے زندگی کو اچھے طریقے سے گزار سکتے ہیں اور صحیح طریقے سے قوم و ملک کی خدمت کر سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تعلیم دینے کے لیے حکومت بہت سے اسکول اور کالج کھولتی ہے۔ جہاں

سے طالب علم پڑھ کر ڈاکٹر، انجنیئر، جج، اُستاد اور وکیل وغیرہ بن کر عام لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔

(مہران یونیورسٹی نواب شاہ)

ہمارے ضلعے میں بھی لڑکے اور لڑکیوں کے بہت سے پرائمری اسکول، مڈل اسکول، ہائی اسکول اور کالج ہیں۔
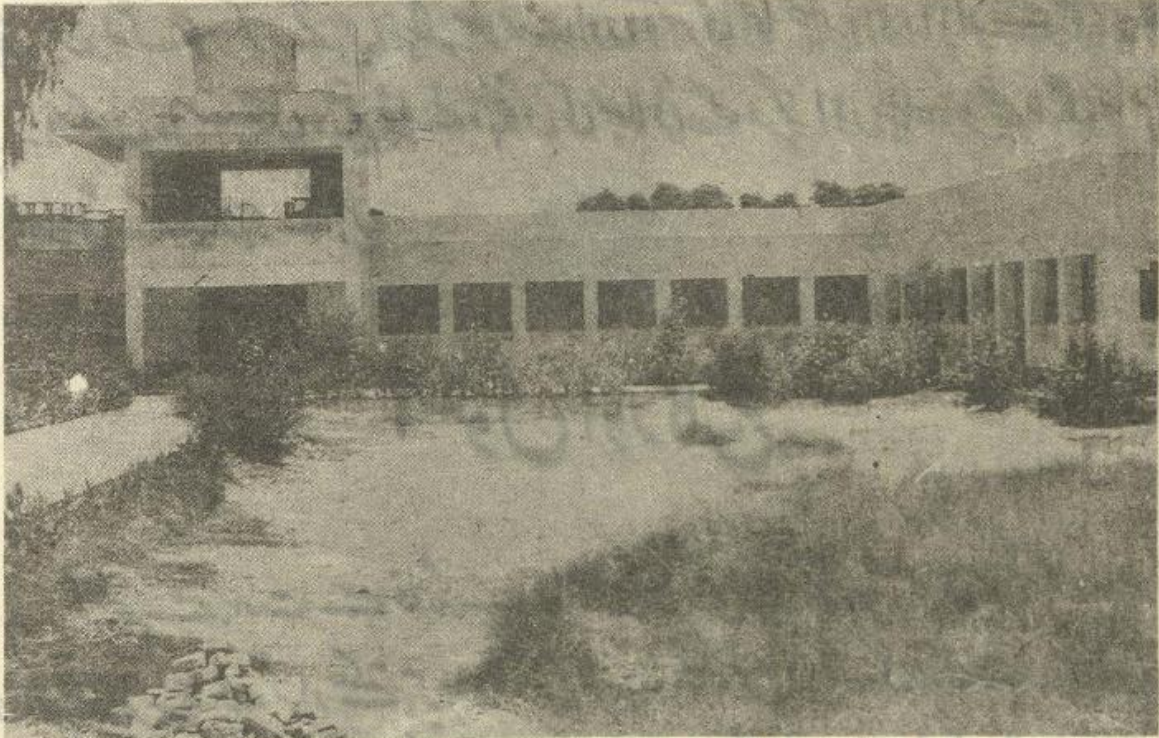
(گورنمنٹ ہائی اسکول نواب شاہ)

اسپتال

اِسکول کا وقفہ تھا۔ بچّے اسکول کے میدان میں دوڑ رہے ہے۔ اچانک رشید ایک پتھر پر گرا اور اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ دوسرے بچّوں نے دوڑ کر ماسٹر صاحب کو بتایا، انھوں نے رشید کے زخم کا خون بند کرنے کی بہت کوشش کی، لیکن خون بند نہ ہوا۔ انھوں نے ساجد کو ساتھ لیا اور تانگے میں رشید کو بٹھا کر اسپتال لے گئے۔ وہاں ڈاکٹر نے اس کے زخم کا خون بند کیا اور مرہم پٹّی کی۔
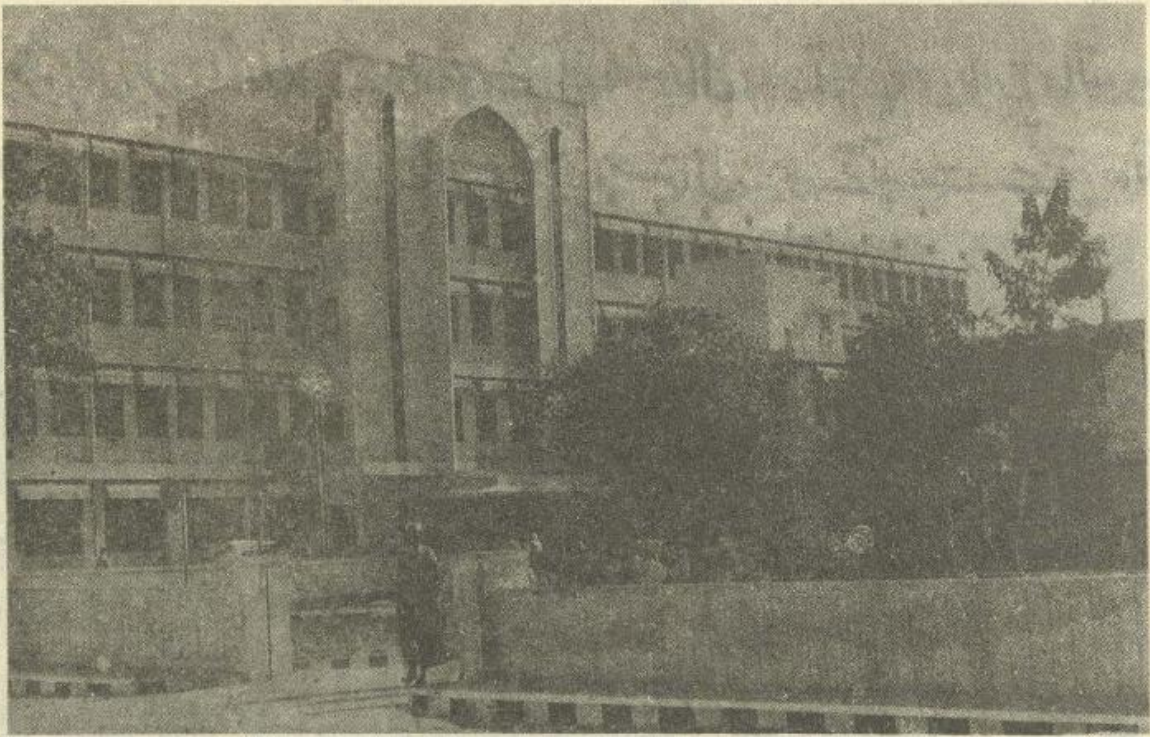
(سول اسپتال نواب شاہ)

اسپتال میں بہت سے مرد اور عورتیں دوا لے رہے تھے۔ ساجد نے ماسٹر صاحب سے کہا: "جناب! اگر اسپتال نہ ہوتے تو لوگوں کو علاج کے لیے کتنی تکلیف ہوتی؟"

ماسٹر صاحب! ہاں بیٹے! اگر اسپتال نہ ہوتے تو لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی۔ حکومت نے عام لوگوں کی بھلائی کے لیے سارے ضلعے میں بہت سے اسپتال کھول رکھے ہیں۔ جہاں بیماروں کا علاج ہوتا ہے۔ ہمارے ضلعے میں عام اسپتالوں کے علاوہ عورتوں کے اسپتال بھی ہیں۔ وہاں پر ڈاکٹرنیاں اور نرسیں علاج کرتی ہیں۔

نواب شاہ شہر میں ایک سول اسپتال ہے۔ وہاں سول سرجن ہوتا ہے۔ اس کی مدد کے لیے اور بھی کئی ڈاکٹر اور ڈاکٹرنیاں ہوتی ہیں۔

جانوروں کے اسپتال

بچو! جس طرح اِنسانوں کے علاج کے لیے اسپتال ہوتے ہیں، اسی طرح جانوروں کے علاج کے لیے بھی اسپتال ہوتے ہیں۔ اگر یہ اسپتال نہ ہوتے تو بہت سے قیمتی جانور

(جانوروں کا اسپتال نواب شاہ)

مرجاتے اور لوگوں کو کافی نقصان ہوتا۔ ہمارے ضلع کے بڑے شہر نواب شاہ میں جانوروں کا ایک بڑا اسپتال ہے جہاں بیمار جانوروں کا علاج ہوتا ہے۔

اس اسپتال کے ڈاکٹر دیہات میں جا جاکر لوگوں کے جانوروں کو بیماری سے بچانے کے لیے ٹیکے بھی لگاتے ہیں۔

بڑے شہروں میں گوشت کے لیے جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں، ان کا ڈاکٹری معائنہ بھی یہی ڈاکٹر کرتے ہیں، تاکہ کوئی بیمار جانور ذبح نہ ہونے پائے اور لوگ ان کا گوشت کھاکر بیمار نہ ہو جائیں۔

بینک

لوگ اپنی بچت کے لیے پیسے بینک میں رکھتے ہیں اور ضرورت کے وقت نکال کر کام میں لاتے ہیں۔ بینک لوگوں کو تھوڑے سے منافع پر قرض بھی دیتا ہے۔ یہ قرض آسان قسطوں میں واپس کیا جاتا ہے۔
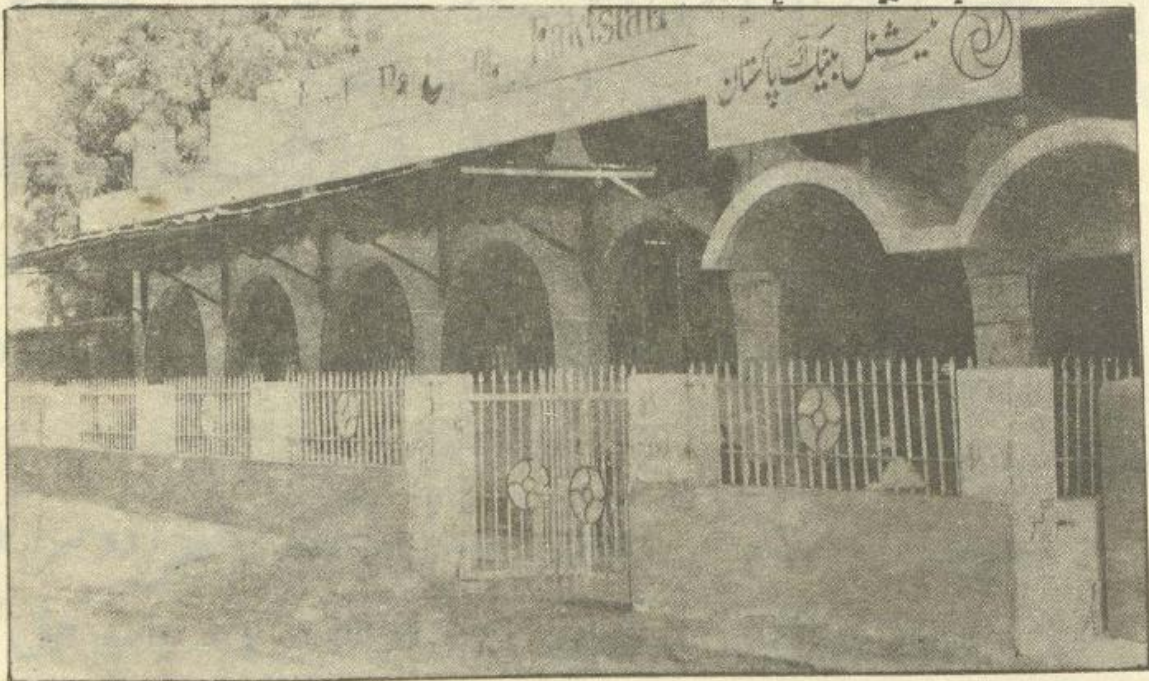
(نیشنل بینک آف پاکستان نواب شاہ)

نواب شاہ ضلعے میں یہ بینک ہیں: نیشنل بینک، حبیب بینک، یونائیٹڈ بینک، مسلم کمرشیل بینک، الائیڈ بینک، زرعی ترقیاتی بینک اور کوآپریٹو بینک۔

آٹھواں باب

آمدورفت اور اطلاعات کے ذرائع

پکّے اور کچّے راستے

نواب شاہ سے بہت سے پکّے راستے مختلف شہروں اور قصبوں کی طرف جاتے ہیں۔ نواب شاہ سے بس میں بیٹھ کر سکرنڈ جاسکتے ہیں۔ سکرنڈ قومی شاہراہ پر ہے۔ ہمارے ضلع کی حدود ہالا براج سے شروع ہو کر دولت پور پر ختم ہوتی ہیں۔ اس شاہراہ پر صابو راہو، سکرنڈ، قاضی احمد اور دولت پور اہم شہر ہیں۔

نواب شاہ سے سانگھڑ جانے والے پکّے راستے پر "کنڈی جو گوٹھ" اس ضلع کا آخری بس اسٹاپ ہے۔ نواب شاہ سے ایک راستہ کھڈ ہر، دوسرا جام صاحب اور تیسرا ۶۸ میل نصرت ریگیولیٹر، چوتھا قاضی احمد کی طرف، پانچواں پھیری، دوڑ اور باندھی تک، چھٹا راستہ کاجری فارم سے ہوتا ہوا پھیری جاتا ہے۔ دوڑ سے ایک راستہ ۶۰ میل تک جاتا ہے۔

سکرنڈ سے ایک راستہ محراب پور، ماڑی اور مدّ تک جاتا ہے۔ دوسرا راستہ سکرنڈ سے پٹی فارم تک، تیسرا قومی شاہراہ سے حمل فقیر کی درگاہ (گوٹھ میر خان لغاری) تک جاتا ہے۔ قاضی احمد سے ایک راستہ جمال شاہ اور دوسرا لاکھاٹ تک جاتا ہے۔

اس طرح دولت پور سے تین راستے ایک گوٹھ سیٹھر، دوسرا گوٹھ کھڑ اور تیسرا پبجو گوٹھ تک جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ گوٹھ نواب ولی محمد سے گوٹھ رمضان راہو بھی پکّہ راستہ ہے۔

ضلع نواب شاہ
کچے راستے، پکے راستے، ریلوے لائنیں
دریا، نہریں، گھاٹ اور شہر وغیرہ
ضلع نوشہرو فیروز
ضلع خیرپور
تعلقہ نواب شاہ
تعلقہ سکرنڈ
ضلع سانگھڑ
ضلع حیدرآباد
دریائے سندھ
دولتپور
قاضی احمد
نواب شاہ
جام صاحب
سانگھڑ کو
میرپور خاص کو
سکرنڈ
سابو راہو
سکھیو مناہیجو
دوڑ
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
علامتیں
ریلوے لائن اور اسٹیشن
نہر
دریا

ان پکے راستوں سے عام لوگوں کو بہت سے فائدے ہیں۔ کیوں کہ اِن پکّے راستوں پر بسیں اور ٹرک بڑی آسانی سے چلتے ہیں۔ اس لیے لوگوں کو آنے جانے اور بیوپار میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔

ان پکے راستوں کے علاوہ ہمارے ضلعے میں کچھ کچّے راستے بھی ہیں جو پتھر اور تارکول سے بنے ہوئے نہیں ہیں۔ اِن راستوں پر صرف مٹّی ہوتی ہے۔ یہ راستے بھی سفر اور بیوپار کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ریلوے لائن

ایک دِن بچے ماسٹر صاحب کے ساتھ ریلوے اسٹیشن گھومنے گئے۔ بچّوں نے دیکھا کہ ٹکٹ کی کھڑکی کے پاس کچھ لوگ قطار میں کھڑے ہوکر ٹکٹ لے رہے ہیں۔ پلیٹ فارم پر الگ الگ لائنوں پر گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔

ریاض نے ماسٹر صاحب سے پوچھا، "جناب یہ گاڑیاں کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جائیں گی؟"

ماسٹر صاحب: بچو! وہ گاڑی جو جنوب کی طرف سے آئی ہے۔ وہ حیدرآباد سے آئی ہے اور روہڑی جائے گی۔ یہ ریلوے لائن ہمارے ضلع میں نواب شاہ شہر سے داخل ہوتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں اِس راستے پر نواز ڈاھری اور نواب شاہ کے اسٹیشن ہیں۔

وہ گاڑی جو شمال کی طرف سے آئی ہے وہ روہڑی سے آئی ہے اور حیدرآباد جائے گی۔ اس طرف ہمارے ضلعے کے باندھی، دوڑ اور بھریا اسٹیشن ہیں۔

ہمارے ضلعے میں نواب شاہ بڑا اسٹیشن ہے۔ جس کو جنکشن بھی کہتے ہیں۔ یہاں سے ایک ریلوے راستہ سکرنڈ کو جاتا ہے اور دوسرا جو چھوٹی لائن والا راستہ ہے وہ میرپور خاص کو جاتا ہے۔ اس راستے پر ہمارے ضلعے میں شفیع آباد، مری آباد اور جام صاحب اسٹیشن ہیں۔

(ریلوے اسٹیشن نواب شاہ)

سکرنڈ بھی جنکشن ہے جو کہ ٹنڈو آدم سے پڈعیدن جانے والی فیڈر لائن پر ہے۔ شمال سے آنے والے راستہ پر دولت پور، نواب ولی محمد اور سکھیو منا ہیجو کے اسٹیشن ہیں۔ جنوب سے آنے والے راستے پر صابو راہو، اسٹیشن ہے۔

دریائی راستے

ماسٹر صاحب: بچّو! نقشے میں دریائے سندھ والی نیلی لکیر پر کشتی کی چھوٹی تصویر دریائی گھاٹ کا نشان ہے۔ دریا پر جہاں بھی ایسا نشان ہے۔ وہ دریائی گھاٹ ہیں۔

ہمارے ضلعے میں دولت پور اور محراب پور کے دریائی گھاٹ ہیں۔

اِن گھاٹوں کی بدولت ضلع دادو کے لوگ ہمارے ضلعے میں اور ہمارے ضلعے کے لوگ ضلع دادو میں جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان گھاٹوں کے ذریعے ضلع دادو کے ساتھ ہماری تجارت بھی ہوتی ہے۔ اگر دریائے سندھ پر یہ گھاٹ نہ ہوتے تو دریا کے دوسری طرف جانے میں بڑی تکلیف ہوتی۔ کیوں کہ دریا پر اتنے پُل نہیں ہیں اور لوگوں کو ریل گاڑی یا بس کے ذریعے دور دور سے ہو کر آنا پڑتا۔

ڈاک خانہ اور تار گھر

ایک دن منوّر اور اس کے والد صاحب شہر گئے۔ شہر میں وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں پر لوگوں کی کافی بھیڑ تھی۔ لوگ ایک کھڑکی سے پیسے دے کر کارڈ اور لفافے لے رہے تھے۔ منوّر کے والد صاحب نے بھی پیسے دے کر کارڈ اور لفافے لیے۔ وہیں انھوں نے ایک کارڈ لکھا اور لال ڈبے میں ڈال دیا۔

ڈاک خانہ

یہ سب کچھ دیکھ کر منوّر نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: ”ابا جان! یہ کون سی جگہ ہے؟ اور آپ نے وہ کاغذ ڈبے میں کیوں ڈال دیا؟“

والد صاحب: بیٹے! یہ ڈاک خانہ ہے۔ یہاں لفافے اور کارڈ ملتے ہیں۔ جو لال ”ڈبا“ ہے، اس کو خطوط کا ”ڈبا“ بھی کہتے ہیں۔ لکھے ہوئے کارڈ اور لفافے اس میں ڈالے جاتے ہیں۔ پھر ڈاک خانے والے مقررہ وقت پر ان کو نکالتے ہیں اور ان پر ڈاک خانے کی مہر لگا کر

لکھے ہوئے پتے پر بھیجتے ہیں۔ بڑے شہروں میں ایسے لال ڈبّے۔ بہت سی گلیوں اور سڑکوں پر لوگوں کی آسانی کے لیے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ ڈاک خانے کے ذریعے روپے اور دوسری کئی چیزیں بھی بھیجی اور منگوائی جاسکتی ہیں۔ روپے تو منی آرڈر کیے جاتے ہیں اور دوسری چیزیں پارسل سے بھیجی اور منگوائی جاسکتی ہیں۔

اس طرف جہاں بہت سے تار لگے ہوئے ہیں، وہ تار گھر ہے۔ اگر کسی دوسری جگہ کوئی ضروری پیغام جلدی بھیجنا ہو تو وہ تار گھر سے تار کے ذریعے بھیجا جاتا ہے۔ تار کے ذریعے لوگ روپے بھی بھیج سکتے ہیں۔

ہمارے نواب شاہ ضلعے کے بڑے بڑے شہروں میں ڈاک خانے اور تار گھر دونوں ہیں، لیکن ہمارے ضلعے کے چھوٹے چھوٹے دیہات میں صرف ڈاک خانہ ہی ہوتا ہے۔

ٹیلی فُون کا دفتر

مُنوّر نے تار گھر دیکھا تھا۔ اُس نے اپنے والد صاحب کے ساتھ شہر میں ایک جگہ بہت سارے تار لگے ہوئے دیکھے۔ اُن کے قریب اُس نے تاروں کا کھمبا بھی دیکھا۔ اُس نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: "ابّا جان! کیا یہ بھی کوئی تار گھر ہے؟"

والد صاحب: نہیں بیٹے! یہ تار گھر نہیں بلکہ ٹیلی فون کا دفتر ہے۔ آؤ، اندر چل کر دیکھیں۔ دیکھو، یہ ٹیلی فون ہے۔ اس کے دونوں طرف سُوراخ ہیں۔ بات کرتے وقت اس کا یہ حِصّہ کان

پر رکھا جاتا ہے اور دوسرا حصّہ منہ کے آگے رکھا جاتا ہے۔ ٹیلی فون کے ذریعے بہت دُور دُور تک بات کی جا سکتی ہے۔ ہمارے ضلعے کے ہر بڑے شہر میں ٹیلی فون کا انتظام ہے۔

نواں باب

ہمارے پیغمبر

حضرت آدم علیہ السّلام

اللہ تعالیٰ نے اِس دنیا میں سب سے پہلے جس انسان کو پیدا کیا وہ حضرت آدمؑ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے ساتھ بی بی حوّا کو بھی اس دنیا میں بھیجا۔ ان کے اولاد ہوئی اور اس اولاد کے بھی بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں۔ اسی طرح حضرت آدمؑ کی اولاد بڑھتی رہی۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی۔ ویسے ویسے لوگ زمین پر دور دور آباد ہونے لگے۔ دُور رہنے کی وجہ سے ان کا رہن سہن بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوگیا۔ ان کی خوراک اور دوسرے رسم ورواج میں بھی فرق آتا گیا۔ رفتہ رفتہ ان کی زبانیں بھی الگ الگ ہوگئیں۔ آگے چل کر ان لوگوں نے اپنے لیے الگ ملک بنا لیے۔ آج اس زمین پر کروڑوں انسان رہتے ہیں۔ یہ سب لوگ اصل میں حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔

حضرت آدمؑ اس دنیا میں پہلے انسان ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پہلے پیغمبر بھی تھے۔ ان کی اولاد میں ہابیل اور قابیل بہت مشہور ہیں۔ حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کو سیدھے راستے پر چلنے کا حکم دیا اور برے کاموں سے روکا۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ہر انسان کو خدا کی عبادت کرنی چاہیے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان اور گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

حضرت آدمؑ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہت سے پیغمبر بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو نیکی اور سچائی کا راستہ دکھائیں۔ سب سے آخری نبی ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

حضرت ابراہیمؑ جس قوم میں پیدا ہوئے وہ بتوں کو پوجتی تھی۔ سورج، چاند اور تاروں کو بھی اپنا خدا سمجھتی تھی اور اُن کے بت بنا کر اُن کی عبادت کرتی تھی۔ قوم کے لوگ اُن بتوں کو سجدہ کرتے تھے۔ فائدہ ہو یا نقصان، بیماری ہو یا صحت ہر کام میں اُن سے مدد مانگتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ اللہ کے نبی تھے۔ وہ اپنی قوم کی بھلائی چاہتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے لوگوں سے کہا کہ بتوں کی پوجا مت کرو، سورج اور چاند کی بندگی نہ کرو، کیوں کہ یہ تمھارے خدا نہیں ہیں خدا تو وہ ہے جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ جس کو بچانا چاہے اُسے کوئی نہیں مار سکتا۔ اس لیے کہ موت اور زندگی کا مالک خدا ہے۔

لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ وہ حضرت ابراہیمؑ کے دشمن بن گئے اور انھوں نے اپنے بادشاہ نمرود سے فریاد کی کہ "ابراہیمؑ ہمارے خداؤں (بتوں) کو جھوٹا کہتے ہیں اور لوگوں کو ان کی پوجا سے روکتے ہیں۔" نمرود یہ سنتے ہی غصے میں آگ بگولا ہو گیا۔ اُس نے حکم دیا کہ ابراہیمؑ کو آگ میں جلا دیا جائے۔ بس حکم کی دیر تھی، ایک بڑا الاؤ روشن کیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو جلتا دیکھنے کے لیے بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ نمرود کے آدمیوں نے حضرت ابراہیمؑ کو اٹھا کر آگ میں پھینک دیا اور یہ سمجھے کہ ابراہیمؑ جل کر خاک ہو جائیں گے، لیکن خدا بڑی قدرت کا مالک ہے، اس کی مہربانی سے آگ بجھ گئی اور اتنی ٹھنڈی ہوئی کہ حضرت ابراہیمؑ سلامت رہے۔ حضرت ابراہیمؑ آگ میں جلنے کے لیے ہنسی خوشی اس لیے تیار ہو گئے تھے کہ اُن کو یقین تھا کہ خدا کے سوا نہ تو کوئی مجھ کو مار سکتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہ ان کی پہلی قربانی تھی۔

حضرت ابراہیمؑ کے ایک بیٹے کا نام اسمٰعیلؑ تھا۔ آپ کو اس بیٹے سے بڑی محبت تھی۔ ایک رات

حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ "اپنے پیارے بیٹے اسمٰعیلؑ کو خدا کی راہ میں قربان کر دو۔"
باپ نے بیٹے کو خواب کی بات بتائی۔ فرماں بردار بیٹا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے لگے تو خدا کا حکم آیا "اے ابراہیمؑ! تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا تم بھی سچے ہو اور تمھارا بیٹا بھی سچوں میں سے ہے۔ اب اپنے ہاتھ روک لو، اپنے پیارے اور فرماں بردار بیٹے کے بدلے میں دُنبے کی قربانی دو۔"

ہم ہر سال خدا کی راہ میں کچھ حلال جانوروں کی قربانی دے کر حضرت ابراہیمؑ کی اس قربانی کی یاد مناتے ہیں۔ اس دن کو "قربانی کی عید" یا "عید الاضحیٰ" کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر مکّے میں کعبۃ اللہ یعنی اللہ کا گھر بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ "سب لوگ اس گھر کی طرف منہ کر کے عبادت کریں۔ یہ رحمت اور نجات کا گھر ہے۔" اسی وجہ سے تمام مسلمان کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ لاکھوں مسلمان ہر سال خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ اس عمل کو حج بیت اللہ کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے۔ ان دِنوں وہاں کا بادشاہ فرعون تھا۔ نجومیوں نے اسے بتایا تھا کہ "بنی اسرائیل، قوم میں ایک بچہ پیدا ہوگا، جو تیری بادشاہت کو ختم کر دے گا۔" اسی ڈر سے بنی اسرائیل خاندان میں جو لڑکا بھی پیدا ہوتا وہ فرعون کے حکم سے مار دیا جاتا۔ جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے، تو ان کی ماں پریشان ہوئیں اور اُنھوں نے حضرت موسیٰؑ کو ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں بہا دیا۔ خدا کی قدرت کہ وہ صندوق فرعون کی بیوی کے ہاتھ آیا۔ وہ حضرت موسیٰؑ کو اپنے محل میں لے گئیں اور بڑے

پیار سے ان کی پرورش کی۔

حضرت موسیٰؑ بھی نبی تھے۔ ان کو فرعون کا ظلم اور اُس کی زیادتی بالکل پسند نہ آئی۔ جس کی وجہ سے فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو قتل کرانے کا ارادہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ مصر سے نکل کر مَدیَن جا پہنچے، کچھ عرصہ وہاں رہ کر دوبارہ مصر واپس آ گئے۔

مصر میں حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ہدایت کرتے ہوئے کہا "ایک رب کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو، ظلم کا مقابلہ کرو اور کسی سے نہ ڈرو"۔ فرعون اور اس کے وزیر ہامان کو یہ باتیں بالکل پسند نہ آئیں۔ اُنھوں نے حضرت موسیٰؑ کو دربار میں بُلایا جہاں حضرت موسیٰؑ نے اپنے "عصا" کا معجزہ دکھایا جو سانپ بن جاتا تھا اور چمکتے ہوئے ہاتھ کا معجزہ بھی دکھایا، لیکن ظالم فرعون اور ہامان نے انھیں نہیں مانا اور حضرت موسیٰؑ کی قوم پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے شروع کیے۔

حضرت موسیٰؑ نے مجبور ہو کر اپنی قوم کو مصر چھوڑنے کا مشورہ دیا۔ پوری قوم ان کے ساتھ دریائے نیل کو پار کر کے صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ گئی۔ فرعون نے بھی اپنا زبردست لشکر لے کر ان کا پیچھا کیا۔ تاکہ انھیں ختم کر دے لیکن وہ اپنے لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر جا کر دُعا مانگی اور اپنی قوم کی نجات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتاب نازل ہوئی اسے "توریت" کہتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آج سے تقریباً دو ہزار سال پہلے بنی اسرائیل قوم میں پیدا ہوئے۔ حضرت عیسیٰؑ بھی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی تھے۔ ان کی قوم بہت زیادہ خرابیوں میں مبتلا تھی۔ وہ اپنی قوم کو بُرائیوں سے

بچانے کے لیے کہتے تھے۔ "جو تم سے دشمنی کرے، تم اس سے نیکی کرو۔ جو تمھیں تکلیف پہنچائے تم اس کی بھلائی کے لیے دُعا مانگو۔"

حضرت عیسیٰؑ نے قوم کی بھلائی کا کام غریبوں سے شروع کیا۔ ایک بار وہ دھوبی گھاٹ گئے اور دھوبیوں سے کہا کہ "تم دوسروں کے کپڑوں کی گندگی اور مَیل کچیل تو ہر روز صاف کرتے ہو، لیکن کبھی اپنے دِل کے مَیل کچیل کو بھی صاف کیا ہے؟" آپ کہتے تھے "خدا سے ڈرو، اُس پر ایمان لاؤ اور گناہ کے کاموں سے ہمیشہ بچو۔ اس عمل سے تمھارا دِل شیشے کی طرح صاف ہو جائے گا۔"

اسی طرح ایک دن آپ ایک تالاب پر گئے۔ جہاں مچھیرے مچھلیاں پکڑ رہے تھے آپ نے ان کو بھی ہدایت کی کہ "یہ دنیا مچھلی کے جال کی طرح ہے، اپنے آپ کو اس میں پھنسنے سے بچاؤ، گناہوں سے دوری اختیار کرو۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی شفا رکھی تھی۔ آپ کسی بیمار یا مرنے کے قریب شخص کو ہاتھ لگا دیتے تو وہ اچھا بھلا ہو جاتا تھا۔ اسی لیے آپ کو "مسیح" کہا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ علیہ السّلام لوگوں سے فرماتے تھے کہ "کوئی شخص اپنے بھائی کی چھوٹی چھوٹی بات پر ناراض نہ ہو۔ لوگوں کو اپنے پڑوسیوں سے محبّت کرنی چاہیئے اور اپنے دشمنوں سے بھی اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے۔"

حضرت عیسیٰؑ پر جو کتاب نازل ہوئی اس کا نام "انجیل" ہے۔

حضرت محمد مصطفٰےؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ معظمہ کے قریش قبیلے میں پیدا ہوئے۔ آپؐ کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ بچپن سے آپؐ نہایت نیک، سچّے اور ایماندار تھے۔ اس لیے مکّے کے لوگ آپؐ کو "صادق اور

امین" کہا کرتے تھے۔ اس زمانے میں عرب بتوں کو پوجا کرتے تھے اور بہت سے گناہوں کے کام کیا کرتے تھے۔

آپؐ کی نیکی اور ایمانداری دیکھ کر مکّے کی ایک نیک اور مالدار خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ سے شادی کی۔ اُس وقت آپؐ کی عمر پچیس ۲۵ سال تھی۔

جب آپؐ چالیس ۴۰ سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو نبوّت عطا کی گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آخری نبی بنایا۔

اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی، جس پر مکّے کے کافر آپؐ سے ناراض ہو گئے اور آپؐ کو اور دوسرے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ آخر کار نبوّت کے تیرہویں سال آپؐ مکّے سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ چلے گئے۔ ہجری سال اسی وقت سے شروع ہُوا ہے۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد آپؐ کی کافروں سے کئی جنگیں ہوئیں اور آخر کار فتح اسلام کی ہوئی۔

آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "ایک اللہ کی عبادت کرو، ماں باپ کی عزّت کرو۔ اپنے بڑوں کا ادب کرو اور چھوٹوں سے شفقت سے پیش آؤ۔ محلّے والوں سے اچّھا سلوک کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔"

ہمارے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتاب نازل ہوئی اس کا نام "قرآن مجید" ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔

دسواں باب

نامور خواتین

اسلام سے پہلے عرب کے لوگ عورتوں کی عزت نہیں کرتے تھے۔ اِنھیں اپنی نوکرانی سمجھتے تھے۔ وہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اسلام نے عورتوں کی عزت کرنے کا حکم دیا۔ عورتوں کی تعلیم کو فرض قرار دیا۔ ہمارے پیارے نبی صلعم نے فرمایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے اپنے مثالی کردار سے عورتوں کو اچھی زندگی بسر کرنے کے طریقے سکھائے۔

ایک مشہور اور بہادر خاتون فاطمہ بنت عبداللہ نے میدانِ جنگ میں مسلمان سپاہیوں کی مرہم پٹی کر کے اور انھیں پانی پلا کر خدمت خلق کی عظیم مثال قائم کی۔ برِ صغیر پاک و ہند کی ایک مسلم خاتون بی اماں نے اپنے بیٹوں مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر کی اچھی تربیت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ماں کی گود انسان کی پہلی درس گاہ ہے۔ محترمہ فاطمہ جناح نے پاکستان حاصل کرنے کے لیے قائدِ اعظمؒ کے ساتھ دن رات کام کرنے کے علاوہ عورتوں کی رہنمائی بھی کی۔

اللہ کا شکر ہے کہ آج عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں۔ وہ ہوا بازی، انجنیئرنگ، وکالت، ڈاکٹری، نرسنگ، تدریس، انتظامیہ اور تجارت وغیرہ میں حصّہ لے رہی ہیں۔

گیارہواں باب

ضلعے کی اہم شخصیت

سیّد بُدھل شاہ

سیّد بدھل شاہ نواب شاہ کے سیّدوں میں ایک بزرگ ہو گذرے ہیں۔ آپ نواب شاہ شہر کے بانی سید نواب شاہ کے بڑے فرزند تھے۔ آپ تقریباً ۱۸۹۴ء میں نواب شاہ میں پیدا ہوئے۔ آپ بہت نیک اور بڑے رحم دِل تھے۔

آپ کے والد سید نواب شاہ کی وفات کے بعد آپ نے زمینداری اور خاندان کی دیکھ بھال شروع کردی۔ ۱۹۱۲ء میں جب نواب شاہ کو ضلع کی حیثیت دی گئی تو ضلعے کے انتظام چلانے کے لیے مختلف محکمے بنائے گئے۔ ان کے لیے زمین چاہیئے تھی۔ سیّد بدھل شاہ نے سرکاری عمارات کے لیے اپنی تقریباً ۶۰ ایکڑ زمین مفت میں دی۔ جہاں بہت خوبصورت عمارات تعمیر ہوئیں۔

آپ نے نواب شاہ کی ترقی کے لیے دن رات کام کیا۔ آپ ۱۹۴۰ء سے لے کر جنوری ۱۹۴۲ء تک نواب شاہ میونسپل کمیٹی کے صدر بھی رہے۔

آپ نے جنوری ۱۹۴۲ء میں ۴۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کی یہ قومی اور سماجی خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی۔

تیار کردہ سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

منظور شدہ محکمۂ تعلیم حکومتِ سندھ بطور واحد درسی کتاب

برائے مدارس ضلع نواب شاہ، صوبہ سندھ

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد — کشورِ حسین شاد باد

تو نشانِ عزمِ عالی شان — ارضِ پاکستان

مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام — قوتِ اخوتِ عوام!

قوم، ملک، سلطنت — پائندہ تابندہ باد

شاد باد منزلِ مراد

پرچمِ ستارہ و ہلال — رہبرِ ترقی و کمال

ترجمانِ ماضی، شانِ حال — جانِ استقبال

سایۂ خدائے ذوالجلال

SPECIMEN سلسلہ وار نمبر

کوڈ نمبر ایس ٹی بی - 93

تاریخِ اشاعت	ایڈیشن	تعداد اشاعت	قیمت
اپریل 1999ء	اول	3000	13.30